احمدی نوجوانوں کے لئے

ماہنامہ

خالد

ربوہ

ایڈیٹر

سید مبشر احمد ایاز

نومبر 1991ء
نبوت 1370ہش

محترم حافظ مظفر احمد صاحب

کا تقرر بحیثیت صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

1991ء - 1993ء

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے انتخاب کی رپورٹ پیش ہوئی تو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ شفقت محترم حافظ مظفر احمد صاحب کا نام مزید دو سال کے لئے بطور صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان منظور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان کے لئے مبارک کرے۔ آمین

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

اعلانِ نکاح

مؤرخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۹۱ء کو اسلام آباد لندن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے محترم ڈاکٹر سید حمید اللہ نصرت صاحب پاشا (ڈینٹل سرجن فضل عمر ہسپتال ربوہ) مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان ابن محترم سید حضرت اللہ پاشا صاحب کراچی کے نکاح کا اعلان محترمہ امۃ الملک وردہ صاحبہ بنت محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کے ساتھ مبلغ ۵۱۰۰۰ اکاون ہزار روپے حق مہر پر فرمایا۔

احباب جماعت سے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اعلانِ نکاح

مؤرخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۹۱ء کو اسلام آباد لندن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مکرم محترم ڈاکٹر سلطان احمد صاحب مبشر ایم۔ بی۔ بی۔ ایس (فضل عمر ہسپتال ربوہ) مہتمم تحریک جدید خدام الاحمدیہ پاکستان ابن محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد کے نکاح کا اعلان محترمہ سائرہ ظفر صاحبہ بنت محترم ملک ظفر احمد صاحب راولپنڈی کے ساتھ مبلغ ۳۰۰۰۰ تیس ہزار روپے حق مہر پر فرمایا۔

احباب جماعت سے رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمدی نوجوانوں کے لئے

ماہنامہ **خالد** ربوہ

نومبر 1991ء

نبوت 1370ھش

جلد 39 شمارہ 1 قیمت 4 روپے سالانہ 40 روپے

*

سید مبشر احمد ایاز

*

پبلشر۔ مبارک احمد خالد

پرنٹر قاضی منیر احمد

مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت دفتر ماہنامہ خالد

دارالصدر جنوبی ربوہ

اس شمارے میں آپ کے لئے

اداریہ

خدام الاحمدیہ کا نیا سال اور ہماری ذمہ داریاں

نومبر سے خدام الاحمدیہ کا نیا سال شروع ہو چکا ہے۔ ہر خادم کو نیا سال مبارک ہو۔ اس سال تو قائدین اور زعماء کا انتخاب بھی ہوا ہوگا اور نئے سال کے ساتھ ساتھ نئے عزم اور نئی شان سے ہر مجلس میں اپنے اپنے کاموں کو تیز کرنے کا سوچا جا رہا ہوگا۔ اور یہ بہت اہم بات ہے کہ سال کے شروع سے ہی ہمیں باقاعدہ ایک منصوبہ بندی سے اپنے کاموں اور اپنی ترجیحات کا آغاز کرنا ہوگا۔ اس مغرب زدہ معاشرے میں سیلاب کی طرح بڑھتی ہوئی بیماریوں سے اپنے نوجوانوں کو کس طرح بچایا جائے اور انہیں صحت مند ماحول اور صحت مند تفریح کس طرح مہیا کی جائے۔ یہ یہ ہماری اولین ترجیح ہونی چاہیئے اور ہم اپنی یہ ذمہ واری سمجھیں کہ سلسلہ کا ایک خادم بھی ضائع نہ ہونے پائے۔ اس کی روح اور اس کے جسم کی حفاظت کرنا ہماری اولین ذمہ واری ہو۔ اور اس کے لئے ہمیں دعا کا سہارا لینا ہوگا اور اس کے ساتھ ساتھ حضرت امام جماعت احمدیہ کے خطبات اور آپ کی تقاریر اور آپ کے پیغامات سے ہمیں روشنی لینی ہوگی۔

مرکز کے ساتھ ہر عہدیدار اپنا رابطہ رکھے اور خدام کا تعلق بھی پیدا کرے اور خدا کا نام لے کر اپنے کام کا آغاز کرے۔ اسی مناسبت سے کہ ہمیں سب سے ضروی کام کیا کرنا ہے اور کس طرح کرنا ہے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کا ایک اقتباس درج ذیل ہے۔ پورا پیغام بھی اس شمارے میں شائع کیا جا رہا ہے)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنے اس پیغام میں جو پاکستان کے تمام خدام کے نام تھا فرمایا کہ

"اس لئے اگر تمام مجالس خدام الاحمدیہ اپنے کمزوروں اور بیماروں پر نگاہ رکھیں اور ان سے رابطہ مضبوط رکھیں۔ ان سے ہمدردی اور محبت اور پیار کا سلوک کریں۔ ان کے غلط خیالات کو سختی اور نفرت سے رد کرنے کی بجائے گہری دلی ہمدردی سے ان کے دل و دماغ کو مطمئن کرنے کی کوشش کریں۔ ان کی ضرورت کے وقت ان کے مددگار ہوں۔ اور حتی المقدور کوشش کریں کہ وہ کسی احساس محرومی کا شکار نہ رہیں اور پھر سب سے بڑھ کر باقاعدہ دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے رہیں کہ اس مشکل کام میں ان کی نصرت فرمائے اور ان کو طاقت اور ہمّت اور صلاحیت عطا فرمائے کہ ابلیسیّت کے ہر حملہ کو کلیۃً ناکام اور نامراد بنا سکیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ خدا کے فضل اور رحمت کے ساتھ جماعت احمدیہ کے نوجوانوں کو بگاڑنے کے تمام منصوبے بے ثمر اور بے مراد رہیں گے۔ ہر شخص کی روحانی صحت کو برقرار رکھنے اور اس کی صلاحیتوں کو ترقی دینے کے لئے جتنی بھی آپ تدبیریں کریں اگر دعا کا سہارا ساتھ نہ ہو تو وہ تدبیریں بے ثمر رہیں گی۔ اس لئے ہر عہدیدار اور ہر مربّی کو دعاگو بننا پڑے گا اور رفتہ رفتہ تمام خدام میں دعا کی لگن پیدا کرنی ہوگی تاکہ ہر شخص براہ راست اللہ تعالیٰ سے تعلق باندھ کر اس کی حفاظت میں آجائے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ آپ ان باتوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے اور جہاں تک آپ کو توفیق ہے ان پرعزم صمیم کے ساتھ اور مستقل مزاجی کے ساتھ عمل

بقیہ صفحہ 35 پر

ہمارے پیارے وطن اور قوم کے تمام تر مسائل عدل کے فقدان کے نتیجہ میں پیدا ہوئے ہیں۔

خدام احمدیت کو میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی تربیت کی طرف خصوصیت سے توجہ دیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ کو چاہیئے کہ اپنے ماحول کو صحتمند رکھیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے سالانہ اجتماع کے لئے امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفہ المسیح الرابع کا پیغام خدام کے نام

پیارے عزیزان ممبران مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ معلوم کرکے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آپ کو محدود پیمانے پر چار دیواری کے اندر بعض شرائط کے ساتھ اجتماع کرنے کی اجازت مل گئی ہے۔ اس سے پہلے بھی اسی قسم کی اجازت دی گئی تھی اور پھر منسوخ بھی کر دی گئی تھی جس کی وجہ سے خدام کے دل بہت مجروح ہوئے تھے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دفعہ حکام کو اپنے موقف پر قائم رہنے کی توفیق بخشے اور مخالفانہ دباؤ سے متاثر ہو کر انہیں اپنے فیصلوں کو بدلنے کی توفیق نہ ملے۔ اگرچہ یہ اجازت فی ذاتہ بنیادی انسانی حقوق کی بحالی کے ساتھ پوری طرح ہم آہنگ نہیں لیکن اس پہلو سے یقیناً ایک خوشکن

امر ہے اور لائق تشکر ہے۔ گھٹے گھٹے سخت معاندانہ ماحول میں حکومت کے متعلقہ افسران کا اس حد تک بھی اجازت دے دینا ایک خوش آئند قدم ہے۔ خدا کرے اسی جہت سے حکومت کا حوصلہ بڑھتا رہے اور قیام عدل کی ذمہ داری کا احساس بیدار ہوتا رہے۔ جب تک کسی ملک میں عدل کی حکومت نہ ہو اس وقت تک اس ملک کے مسائل حل نہیں ہو سکتے۔ درحقیقت ہمارے پیارے وطن اور قوم کے تمام تر مسائل عدل کے فقدان کے نتیجہ میں پیدا ہوئے ہیں اور اسی ماحول میں پنپ رہے ہیں۔

عدل کا قیام ایک بہت ہی مشکل امر ہے خصوصاً ایسے حالات میں جب کہ رفتہ رفتہ سیاست اور اقتصادیات اور تہذیب وتمدن اور باہمی انسانی تعلقات میں ایک لمبے عرصہ سے عدل ناپید ہوتا چلا جا رہا ہو اور قوم کے اکثر رہنما اس کے فقدان کا واویلا کر رہے ہوں۔ ایسے مشکل حالات میں ایک ایسی کمزور جماعت کے ساتھ عادلانہ سلوک ایک غیر معمولی جرات و ہمت کا متقاضی ہے۔ ایک ایسی کمزور جماعت جس کی تائید میں آواز بلند کرنا بھی جرم سمجھا جائے اور جس کے حق میں سچی بات کہنے والے کو بھی سختی سے ہدف ملامت بنایا جائے۔

اس پہلو سے جن افسران بالا نے بھی حوصلے کے ساتھ یہ منصفانہ قدم اٹھایا ہے وہ آپ کے شکریہ کے بھی محتاج ہیں اور دعا کے بھی حقدار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو مزید حوصلہ عطا فرمائے۔ انصاف کے معاملہ میں ان کے ہاتھ مضبوط کرے اور جرات کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے صرف ہمارے معاملہ میں ہی نہیں بلکہ ہر فیصلہ طلب امر میں عدل کے اعلیٰ معیار پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خدام احمدیت کو میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی تربیت کی طرف خصوصیت سے توجہ دیں۔ کچھ بیماریاں تو ایسی ہوتی ہیں جو انسان کے اندر سے طبعی کمزوریوں کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ انفرادی بیماریاں ہیں جو ہر شخص سے چمٹی ہوئی ہیں اور ان سے جدوجہد اور مقابلہ ایک زندگی بھر کا جہاد ہے۔ لیکن بعض اوقات باقاعدہ مکر اور منصوبے کے ذریعہ دشمنوں کی طرف سے بیماریاں پھیلانے کی بھی کوشش کی جاتی ہے۔ یہی حال میں پاکستان میں احمدیت کے تعلق میں دیکھ رہا ہوں۔ ربوہ میں بھی اور بعض دوسری جماعتوں میں بھی باقاعدہ ایسے فتنہ پرداز مقرر ہیں جو ٹولوں کی صورت میں اثم اور عدوان کے مخفی منصوبے بناتے ہیں اور اس طرح جماعت کے نوجوانوں میں شر پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں جس کے کئی طریق ہیں۔ کبھی لیڈر شپ سے بدظن کر کے، ان کے کردار پر ناپاک حملے کر کے، کبھی حرص و ہوا کی طرف مائل کر کے، کبھی دانشوری کے نام پر جاہلانہ تنقید کے ذریعہ، کبھی آزادی ضمیر کے نام پر فاسدانہ اور باغیانہ خیالات پھیلانے کے ذریعہ، غرضیکہ ابلیسیت طرح طرح کے جال پھیلاتی رہتی ہے اور ہر سمت سے مخفی طور پر حملہ آور ہوتی ہے۔ مخفی حملے سے مراد یہ ہے کہ جس شخص کو حملے کا نشانہ بنایا جائے وہ اس وقت یہ نہیں سمجھتا کہ یہ شیطانی خیالات ہیں اور باقاعدہ ابلیس کی منظم کوشش ہے۔ کیونکہ ابلیس ہمیشہ یہی پیغام دیتا ہے کہ میں تو تمہارا ہمدرد اور تمہیں نصیحت کرنے والا ہوں۔ پس باوجود اس کے کہ قرآن کریم نے ان خطرناک بیرونی حملوں کی سازش کو ہر پہلو سے بے نقاب کر

رکھا ہے پھر بھی کچھ لوگ ان کا شکار ہوتے ہی رہتے ہیں۔ جو نکتہ میں آج آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ دجل کے ساتھ بیرونی حملہ درحقیقت انہی لوگوں پر کارگر ثابت ہوتا ہے جو پہلے ہی اندرونی بیماریوں کا شکار ہوں۔ اس لئے مجلس خدام الاحمدیہ کو چاہیئے کہ اپنے ماحول کو صحتمند رکھیں اور اپنے بیماروں کی فکر کریں۔ بہت سی بیماریاں جو فتنوں کو دعوت دیتی ہیں اور ابلیسیّت کی نشوونما کے لئے زمین مہیا کرتی ہیں ایسی نہیں کہ ایک مومن کی فراست کی نظر سے مخفی رہ سکیں۔ اس لئے اگر تمام مجالس خدام الاحمدیہ اپنے کمزوروں اور بیماروں پر نگاہ رکھیں اور ان سے رابطہ مضبوط رکھیں۔ ان سے ہمدردی اور محبت اور پیار کا سلوک کریں۔ ان کے غلط خیالات کو سختی اور نفرت سے رد کرنے کی بجائے گہری دلی ہمدردی سے ان کے دل و دماغ کو مطمئن کرنے کی کوشش کریں۔ ان کی ضرورت کے وقت ان کے مددگار ہوں۔ اور حتی المقدور کوشش کریں کہ وہ کسی احساس محرومی کا شکار نہ رہیں اور پھر سب سے بڑھ کر باقاعدہ دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے رہیں کہ اس مشکل کام میں ان کی نصرت فرمائے اور ان کو طاقت اور ہمّت اور صلاحیت عطا فرمائے کہ ابلیسیّت کے ہر حملہ کو کلیّۃً ناکام اور نامراد بنا سکیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ انشاءاللہ خدا کے فضل اور رحمت کے ساتھ جماعت احمدیہ کے نوجوانوں کو بگاڑنے کے تمام منصوبے بے ثمر اور بے مراد رہیں گے۔ ہر شخص کی روحانی صحت کو برقرار رکھنے اور اس کی صلاحیتوں کو ترقی دینے کے لئے جتنی بھی آپ تدبیریں کریں اگر دعا کا سہارا ساتھ نہ ہو تو وہ تدبیریں بے ثمر رہیں گی۔ اس لئے ہر عہدیدار اور ہر مربّی کو دعا گو بننا پڑے گا اور رفتہ رفتہ تمام خدام میں دعا کی لگن پیدا کرنی ہوگی تاکہ ہر شخص براہ راست اللہ تعالیٰ سے تعلق باندھ کر اس کی حفاظت میں آجائے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ آپ ان باتوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے اور جہاں تک آپ کو توفیق ہے ان پر عزم صمیم کے ساتھ اور مستقل مزاجی کے ساتھ عمل کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔

آخر پر اس دعا کی تحریک کے ساتھ اس پیغام کو ختم کرتا ہوں کہ ربّ تجلّی کی دعا بہت کیا کریں تاکہ اس قوم اور وطن کے سارے اندھیرے دور ہو جائیں اور جن اندھیروں نے جماعت کے سفر کو مشکل بنا رکھا ہے وہ بھی اس طرح زائل اور کافور ہو جائیں جس طرح قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ

جاء الحقّ و زھق الباطل انّ الباطل کان زھوقًا

والسلام
آپ کا مُحِبّ خاکسار

مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع

آخری قسط

خلق عظیم کی چمکار

غزوات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا ظہور

(مکرم عبدالسمیع خان صاحب)

دشمنوں سے حسن سلوک

بدر کے میدان میں دشمن پہلے پہنچ گیا تھا اور جنگی نقطہ نظر سے بہت ہی اچھی جگہ پر قابض ہوگیا۔ مسلمانوں نے پانی کے چشمہ پر پڑاؤ ڈالا۔ خشک چشمہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور توجہ سے پانی ابلنے لگا۔ بارش نے مزید کمی پوری کردی۔ دشمن پانی کی تلاش میں چشمہ پر آیا۔ صحابہ نے روکنا چاہا مگر رحمت مجسم نے فرمایا نہ روکو اور پانی لینے دو۔

تاریخ کہتی ہے کہ جنگ کے بعد ان پانی لینے والوں میں صرف ایک فرد بچا تھا یعنی حکیم بن حزام جو بعد میں مسلمان ہوگئے اور اس دن کو یاد کرکے کہا کرتے تھے "قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے بدر کے دن بچایا" (سیرت ابن ہشام جلد 2 صفحہ 272)

جب اللہ تعالیٰ نے بدر میں آپ کو فتح عطا فرمائی تو آپؐ نے صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ رؤسائے قریش کو ایک جگہ جمع کرکے دفن کردیا جائے۔ چنانچہ ایک گڑھے میں

چوبیس رؤسا کی لاشوں کو اکٹھا دفن کر دیا گیا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریق تھا کہ حتی الوسع کسی لاش کو بغیر ڈھکے نہیں رہنے دیتے تھے خواہ دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ واپسی سے قبل آپؐ اس گڑھے کے پاس تشریف لے گئے پھر ان میں ایک ایک کا نام پکارا اور فرمایا:

هل وجدتم ما وعدكم الله حقًا فاني وجدت ما وعدني الله حقًا

یعنی تم نے اس وعدہ کو حق پالیا ہے جو خدا نے مجھ سے کیا تھا۔ نیز فرمایا:

يا اهل القليب بئس عشيرة النبى كنتم لنبيكم كذ بتمونى و صدقنى الناس و اخرجتمونى و آوانى الناس وقاتلتمونى و صدقنى الناس و اخرجتمونى و آوانى الناس و قاتلتمونى و نصرنى الناس (طبرى جلد ٢ صفحه ١٥٦)

یعنی اے گڑھے میں پڑے ہوئے لوگو! تم اپنے نبی کے بہت برے رشتہ دار بنے۔ تم نے مجھے جھٹلایا اور دوسرے لوگوں نے میری تصدیق کی۔ تم نے مجھے میرے وطن سے نکالا اور دوسروں نے مجھے پناہ دی۔ تم نے میرے خلاف جنگ کی اور دوسروں نے میری مدد کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ کلمات جو اوپر درج کئے گئے ہیں اپنے اندر ایک عجیب درد و الم رکھتے ہیں اور ان سے اس قلبی کیفیت کا کچھ تھوڑا سا اندازہ ہوسکتا ہے جو اس وقت آپؐ پر طاری تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت قریش کی مخالفت کی گزشتہ تاریخ آپؐ کی آنکھوں کے سامنے تھی اور آپؐ عالم تخیل میں اس کا ایک ایک ورق الٹائے جاتے تھے اور آپؐ کا دل ان اوراق کے مطالعہ سے بے چین تھا۔ آپؐ کے یہ الفاظ اس بات کا بھی یقینی ثبوت ہیں کہ اس سلسلہ جنگ کے آغاز کی ذمہ داری کلیہ کفار مکہ پر تھی۔ جیسا کہ آپؐ کے الفاظ قاتلتمونی و نصرنی الناس سے ظاہر ہے یعنی اے میری قوم کے لوگو تم نے مجھ سے جنگ کی اور دوسروں نے میری مدد کی۔

بدر کے قیدیوں میں قریش کے خطیب سہیل بن عمرو بھی تھے جو صلح حدیبیہ کے موقع پر سفیر بن کر آئے تھے اور اپنے زور خطابت سے قریش میں آگ لگا دیتے تھے حضورؐ کے خلاف لوگوں کے جذبات بھڑکاتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے رائے دی کہ سہیل کے دانت تڑوا دیئے جائیں تاکہ ان کی طاقت لسانی ختم ہوجائے مگر سرور دو عالمؐ نے یہ سن کر فرمایا شاید اللہ تعالیٰ آئندہ اس سے کوئی اچھا کام لے۔ چنانچہ وصال نبوی کے بعد جس مضمون کا خطبہ حضرت صدیق اکبرؓ نے مدینہ میں دے کر لوگوں کو حوصلہ دیا بالکل اسی مضمون کا خطبہ سہیل نے مکہ میں دیا اور ارتداد کے سیلاب کو یہ کہہ کر رد کردیا کہ مکے والو تم نے اسلام لانے میں بڑی تاخیر کی اب کہیں ایسا نہ ہو کہ ارتداد میں جلدی کی غلطی کر بیٹھو۔ (اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 372)

جنگ احزاب میں ایک کافر سردار خندق میں گر کر ہلاک ہوگیا اور نعش پر مسلمانوں نے قبضہ کرلیا۔ کفار نے پیش کش کی کہ دس ہزار درہم لے لیں اور یہ نعش ان کے حوالے کردیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم مردہ فروش نہیں۔ ہم اس کی قیمت نہیں لیں گے اور بلا معاوضہ وہ نعش واپس کردی۔ (شرح المواہب جلد 2 صفحہ 194)

فتح خیبر کے بعد قلعہ ناعم کے ایک یہودی سردار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر بعض مسلمانوں کی شکایت کی کہ وہ ہمارے جانور ذبح کرکے کھا رہے ہیں۔ ہمارے پھل اجاڑ رہے ہیں اور عورتوں پر بھی

سختی کی جا رہی ہے۔ یہ یہودی دشمن ہونے کے باوجود بھی رسول اللہؐ سے انصاف کی توقع لے کر آیا تھا اور آنحضرتؐ سے اس یہودی کی سچی توقع پوری ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ سے فرمایا کہ آپ گھوڑے پر سوار ہو کر مسلمانوں میں یہ اعلان کریں کہ جنت صرف مومنوں کو ہی ملے گی۔ نیز سب کو نماز کے لئے بلانے کا ارشاد فرمایا۔ جب صحابہ اکٹھے ہو گئے تو نماز کے بعد آنحضرتؐ نے تقریر فرمائی۔ آپؐ نے فرمایا کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں جو کچھ حرام کر دیا ہے اس کے علاوہ کوئی چیز حرام نہیں۔ مگر یاد رکھو اس کے علاوہ بھی اوامر اور نواہی مجھے دیئے گئے ہیں۔ سنو اللہ تعالیٰ تمہیں بلا اجازت اہل کتاب کے گھروں میں داخل ہونے اور ان کے پھل کھانے کی اجازت نہیں دیتا جب کہ وہ اپنا حق ادا کر رہے ہوں جو ان کے ذمہ ہے۔ (السیرۃ المحمدیہ صفحہ 328)

آنحضرتؐ کو معلوم ہوا کہ بعض لوگوں نے مال غنیمت کو تقسیم سے قبل خیبر کے کچھ جانور پکڑ کر ذبح کر لئے ہیں اور ان کا گوشت پک رہا ہے۔ آپؐ نے فوراً وہ ہانڈیاں توڑ دینے اور گوشت گرانے کا حکم دیا۔ (بخاری کتاب المغازی غزوہ خیبر)

اس طرح آپؐ نے مسلمانوں کے جذبات، ان کی بھوک اور فاقہ کی قربانی تو دے دی لیکن امانت اور دیانت کے اصولوں کو فراموش نہ کیا۔ آنحضرتؐ خوب جانتے تھے کہ جب فتوحات کے دروازے کھلتے ہیں تو ان نازک لمحات میں برے اخلاق اور بدعتیں بھی چور دروازوں سے داخل ہو جایا کرتے ہیں حتی کہ حلال و حرام کی تمیز بھی باقی نہیں رہتی۔ اس مصلحت کے پیش نظر فتح خیبر کے موقع پر حلت و حرمت کے احکام کا اعلان کر کے آنحضرتؐ نے مسلموں کے لئے کچھ پابندیاں لگا دیں۔

فتح کے دوران تورات کے بعض نسخے بھی مسلمانوں کو ملے۔ یہودی آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ہماری کتاب مقدس ہمیں واپس کی جائے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا کہ یہود کی مذہبی کتابیں ان کو واپس کر دو۔ مذہبی رواداری کی یہ کتنی عظیم الشان مثال ہے۔ (السیرۃ الحلبیہ جلد 3 صفحہ 49)

مگر احسان پر احسان دیکھ کر بھی یہود کی بد عہدیاں ختم نہیں ہوئیں۔ انہوں نے رسول خدا کو زہر دے کر قتل کرنے کا منصوبہ بنایا اور ایک سریع الاثر زہر بہت بڑی مقدار میں ران کے گوشت میں پکا کر حضورؐ کو سلام بن مشکم کی بیوی زینب کے ذریعہ تحفہ بھجوایا گیا۔ حضورؐ کو یہ کھانا پیش کیا گیا۔ آپؐ نے پہلا نوالہ منہ میں ڈالا ہی تھا کہ زہر کا احساس ہو گیا۔ ایک صحابی حضرت بشرؓ نے لقمہ نگل لیا جو کچھ عرصہ بعد اس زہر سے ہلاک بھی ہو گئے۔ رسول اللہؐ نے اس عورت اور دوسرے یہودیوں کو بلایا اور پوچھا کہ اے یہودیو سچ سچ بتاؤ تم نے اس گوشت میں زہر کیونکر ڈالا؟ وہ عورت کہنے لگی ہم نے کہا اگر آپؐ سچے نہیں تو آپؐ سے نجات مل جائے گی اور اگر سچے ہیں تو زہر آپؐ پر اثر نہیں کرے گا۔ رسول کریمؐ نے بڑے جلال سے فرمایا خدا تعالیٰ تمہاری قتل کی تمام کوششوں کے باوجود تمہیں ہرگز میرے قتل کی طاقت نہیں دے گا۔ اس زہر کے اثر سے آنحضورؐ کے لہوات پھول کر لٹک گئے تھے۔ آخری عمر میں آپؐ کو اس زہر کے اثرات سے بہت تکلیف ہوتی تھی۔ (السیرۃ المحمدیہ صفحہ 329)

میرے آقاؐ جب مرض الموت میں آخری سانس لے رہے تھے تو حضرت عائشہؓ سے فرمانے لگے اے عائشہ! میں اب تک اس زہر کی اذیت محسوس کرتا رہا ہوں جو خیبر

میں یہودیوں نے مجھے دیا تھا اور اب بھی میرے بدن میں اس زہر کے اثر سے کٹاؤ اور جلن کی کیفیت ہے۔ مگر رسول اللہؐ اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہیں لیا کرتے تھے۔ آپؐ نے اس پر بھی یہود کو بخش دیا اور اس عورت کو معاف کردیا۔ (صحیح بخاری۔ کتاب المغازی باب مرض النبی ووفاتہ)

لیا ظلم کا عفو سے انتقام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

سفر خیبر کو مخفی اور محفوظ رکھنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دانشمندانہ اور مدبرانہ قدم اٹھایا کہ حضرت عباد بن بشرؓ کی سرکردگی میں ایک ہراول دستہ اپنے قافلہ سے آگے روانہ فرمادیا۔ حسن اتفاق سے اس دستہ نے ایک یہودی جاسوس کو پکڑلیا اور اس سے پوچھ گچھ کی گئی۔ پہلے تو اس نے کچھ بتانے سے انکار کیا پھر جان کی امان مانگ کر بتایا کہ غطفان کا ایک سردار اپنی فوج لے کر خیبر کے قلعوں میں موجود ہے اور مزید امداد کے لئے یہودی سردار غطفانیوں کے پاس گئے ہوئے ہیں۔ اس نے مزید بتایا کہ عام یہودی آبادی کی طرف سے حملہ کی اطلاع ملنے پر مجھے جاسوسی کے لئے بھیجا ہے۔ عباد نے جب اسے آنحضرتؐ کے حضور پیش کرکے سب حالات عرض کئے تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہ جاسوس ہے اسے قتل کردیا جائے۔ عبادؓ نے کہا کہ نہیں میں نے اسے امان دی ہے۔ عہدوں کو پورا کرنے والے اور امان کا پاس کرنے والے میرے آقا و مولا نے اس یہودی جاسوس کے حق میں فیصلہ دیا اور عبادؓ سے فرمایا کہ خیبر پہنچنے تک اس کی حفاظت کی جائے یہاں تک کہ اس کا معاملہ کھل جائے۔ خیبر پہنچ کر یہ یہودی جاسوس آنحضرتؐ کے کریمانہ اخلاق اور مسلمانوں کا حسن سلوک دیکھ کر مسلمان ہوگیا۔ (فتح خیبر صفحہ 26)

جب دس ہزار قدوسیوں کا لشکر چاروں طرف سے شہر مکہ میں داخل ہوا تو قتل وغارت کا بازار گرم ہوا نہ قتل عام کی گرم بازاری بلکہ امن و سلامتی کے شہنشاہ کی طرف سے یہ اعلان جاری ہوا کہ "جو شخص مسجد حرام میں داخل ہوجائیگا اسے بھی امان دی جائے گی۔ جو ہتھیار پھینک دے گا اور اپنا دروازہ بند کرلے گا اسے بھی امان دی جائے گی اور جو شخص بلال کے جھنڈے کے نیچے آجائے گا اسے بھی امان دی جائے گی"۔ (السیرۃ الحلبیہ جلد 3 صفحہ 93)

ہمارے آقا کا بلالؓ کے جھنڈے کو امن کا نشان قرار دینا علم النفس کے لحاظ سے آپؐ کے اخلاق فاضلہ کی زبردست مثال ہے۔ کوئی وقت تھا جب مکہ کے لوگ بلال کو سخت اذیتیں دیا کرتے تھے اور مکہ کی گلیاں بلالؓ کے لئے ظلم و تشدد کی آماجگاہ تھیں۔ رسول کریمؐ نے سوچا آج بلال کا دل انتقام کی طرف مائل ہوتا ہوگا۔ اس وفادار ساتھی کا انتقام لینا بھی ضروری ہے لیکن ہمارا انتقام بھی اسلام کی شان کے مطابق ہونا چاہیئے۔ پس آپؐ نے گردنیں کاٹ کر بلالؓ کا انتقام نہیں لیا بلکہ بلالؓ نے جو کبھی مکہ کی گلیوں میں ذلت اور اذیت کا نشان رہ چکا تھا آج نبی کریمؐ نے اسے اہل مکہ کے لئے امن کی علامت بنادیا۔ بلالؓ کے دشمنوں کو بھی معاف کردیا اور بلالؓ کے جذبات کا خیال بھی رکھا۔ لیکن رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی توقعات سے کہیں بڑھ کر ان سے حسن سلوک کیا۔ پھر عفو عام کا یوں اعلان فرمایا

"اذھبو انتم الطلقاء لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم......."

کہ جاؤ تم سب آزاد ہو تم سے کوئی پرسش نہ کی جائے گی اور نہ صرف میں خود تمہیں معاف کرتا ہوں بلکہ اپنے رب

ے تمہارے لئے عفو کا طلبگار ہوں۔ یہ وہ سچا عفو تھا جس کے چشمے میرے آقاؐ کے دل سے پھوٹے اور مبارک ہونٹوں سے جاری ہوئے۔ (السیرۃ الحلبیہ جلد 3 صفحہ 113)

اس رحمت عام اور عفو تام کو دیکھ کر دنیا انگشت بدنداں ہے۔ مستشرقین بھی اس حیرت انگیز معافی کو دیکھ کر اپنا سر جھکا لیتے ہیں اور اس عظیم رسولؐ کو خراج تحسین کرتے ہیں۔ بطور نمونہ سٹین لے لین پول کا فتح مکہ کے بارے میں تاثر پیش کرتا ہوں وہ اپنی کتاب (ISLAM THE PROPHET AND) میں لکھتا ہے "اب وقت تھا کہ پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی خونخوار فطرت کا اظہار کرتے۔ آپ کے قدیم ایذا دہندے آپؐ کے قدموں میں آپڑے ہیں۔ کیا آپ اس وقت بے رحمی اور بے دردی سے ان کو پامال کریں گے؟ یہ وقت اس شخص کے اپنے اصلی روپ میں ظاہر ہونے کا ہے۔ اس وقت ہم ایسے مظالم کے پیش آنے کی توقع کرسکتے ہیں جن کے سننے سے رونگٹے کھڑے ہوجائیں اور جن کا خیال کرکے اگر ہم پہلے سے نفرین و ملامت کا شور مچائیں تو بجا ہے۔ مگر یہ کیا ماجرا ہے کہ بازاروں میں کوئی خونریزی نہیں ہوئی۔ ہزاروں مقتولوں کی لاشیں کہاں ہیں۔ واقعات سخت بے درد ہوتے ہیں (کسی کی رعایت نہیں کرتے) اور یہ ایک واقعی بات ہے کہ جس دن محمدؐ کو اپنے دشمنوں پر فتح حاصل ہوئی وہی دن آپؐ کی اپنے نفس پر فتح حاصل کرنے کا دن تھا۔ قریش نے سالہا سال تک جو کچھ رنج اور صدمے دیئے تھے اور بے رحمانہ تحقیر و تذلیل کی مصیبت آپؐ پر ڈالی تھی آپؐ نے کشادہ دلی کے ساتھ ان تمام باتوں سے درگزر کی اور مکہ کے تمام باشندوں کو ایک عام معافی نامہ دے دیا"۔ (بحوالہ الفرقان جنوری، فروری 1960ء صفحہ 75)

مکہ والوں کے ساتھ جنگ کا سلسلہ جاری تھا کہ ثمامہ بن اثال رئیس نجد کے اسلام لانے پر انہوں نے غلہ کی برآمد مکہ میں روک دی۔ جس سے کفار قریش چیخ اٹھے اور حضورؐ کی خدمت میں اجازت کی درخواست کی۔ حضورؐ نے منظوری دی کہ بدستور انہیں غلہ جائے گا۔ (بخاری کتاب التفسیر)

اسی طرح سات سال تک مکہ میں قحط پڑا تو آنحضرتؐ نے 500 دینار ابوسفیان کو بھیجے تاکہ مکہ کے فقراء میں تقسیم کئے جاسکیں۔ (المبسوط للسرخسی جلد 10 صفحہ 92)

خیبر کے ایک یہودی رئیس کا گلہ بان ایک حبشی غلام تھا۔ وہ بکریاں لے کر شہر کی طرف آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ باہر مسلمانوں کی فوج نے ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔ وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس موقع پر ہمارے سید و مولا کا شوق تبلیغ دیکھنے کے لائق ہے۔ سیرت ابن ھشام میں لکھا ہے کہ تبلیغ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو حقیر نہ جانتے تھے۔ آپؐ اس حبشی غلام کو اسلام کی دعوت دینے لگے۔ اس نے کہا کہ اگر میں مسلمان ہوجاؤں تو مجھے کیا ملے گا؟ حضورؐ نے فرمایا جنت بشرطیکہ اسلام پر ثابت قدم بھی رہو۔ اس پر وہ مسلمان ہوگیا اور کہنے لگا یا رسول اللہؐ میں اب یہودیوں کے پاس تو جا نہیں سکتا اور یہ بکریاں میرے پاس ایک یہودی کی امانت ہیں میں ان کو کیا کروں؟ بھوک اور فاقے کے ایام میں یہ کتنا بڑا امتحان تھا لیکن ہمارے آقا تو نہ صرف خود کٹھن امتحانوں میں پورا اترتے بلکہ دوسروں کو بھی ایسے ابتلاؤں سے نکال کر لایا کرتے تھے۔ آپؐ نے اپنے صحابہ کو بھوک اور فاقہ کی قربانی دے کر امانت کی حفاظت کا فیصلہ فرمایا اور یہ خیال آپؐ کی امانت میں کوئی فرق پیدا نہ کرسکا کہ یہ بکریاں تو آپ کی مہینوں کی خوراک بن سکتی ہیں۔ آپؐ

نے فرمایا کہ بکریوں کا منہ قلعہ کی طرف کر کے ہانک دو۔ خدا تعالیٰ ان کو ان کے مالک کے پاس پہنچا دے گا۔ چنانچہ غلام نے ایسا ہی کیا اور بکریاں قلعے کے پاس پہنچ گئیں جہاں قلعے والوں نے ان کو اندر داخل کرلیا۔ (سیرت ابن ہشام جلد 3 صفحہ 358)

امن کا سفیر

6ھ میں حضورؐ نے رویا میں دیکھا کہ آپؐ اپنے صحابہ کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہیں چنانچہ اسے پورا کرنے کے لئے آپؐ 1400 صحابہ کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ قربانی کے جانور ساتھ لے لئے اور فرمایا ہتھیار ساتھ لے جانے کی ضرورت نہیں ہاں عربوں کے دستور کے مطابق تلواریں نیاموں کے ساتھ رکھی جا سکتی ہیں جیسا کہ مسافر رکھتے ہیں۔

آپؐ نے رستے میں حج کا مخصوص لباس پہننے اور دعائیہ کلمات کہنے کا ارشاد فرمایا۔ حضورؐ نے بیس آدمی قافلہ کے آگے روانہ کر دیئے اور چند آدمیوں کو مکہ بھی روانہ فرمایا تاکہ وہ قریش کے ارادوں کو بھانپ سکیں۔ جب مکہ دو منزل رہ گیا تو آپؐ کے قاصدوں نے آکر اطلاع دی کہ قریش مکہ سخت جوش میں ہیں اور جنگ پر آمادہ ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا خدا کی قسم! مکہ والے حرم کی حفاظت کے لئے جو مطالبہ بھی مجھ سے کریں گے میں اسے مان لوں گا۔ آپؐ نے صحابہ کے ساتھ حدیبیہ مقام پر پڑاؤ ڈالا اور قریش کے نمائندگان کے ساتھ گفتگو شروع ہوئی۔ قریش اپنے موقف سے ذرہ برابر بھی ہٹنے کے لئے تیار نہ تھے اس لئے تبادلہ خیالات کا یہ سلسلہ بار بار ٹوٹتا رہا۔ بارہا ایسے مواقع آتے کہ تلواروں سے وہ زمین سرخ ہونے کے قریب تھی مگر حضورؐ نے بے مثال صبر و تحمل اور ضبط سے کام لیا اور امن قائم رکھنے کی تلقین فرماتے رہے۔ آخر قریش کے ساتھ یہ معاہدہ طے پایا کہ مسلمان اس سال چلے جائیں اور اگلے سال عمرہ کے لئے آئیں نیز بعض شرائط کے ساتھ کافروں اور مسلمانوں میں جنگ بندی کا فیصلہ بھی ہوا۔

قرآن کریم اس واقعہ کو فتح مبین کے نام سے یاد کرتا ہے اور اس معاہدہ کو ایک عظیم الشان فتح کا پیش خیمہ بھی قرار دیتا ہے کیونکہ اس صلح کے عرصہ میں اسلام کا پیغام عرب اور عرب کے باہر رنگ لایا۔ پادری مارس سیل رقم طراز ہیں۔

"اسلام کی جنگی اور سیاسی فتوحات کی فہرست میں ایک ابتدائی اور شاید سب سے بڑی فتح کا ذکر اکثر نظر انداز ہوجاتا ہے۔ مسلمان اہل قلم اول تو اس کی اہمیت ہی نہیں سمجھتے اور اگر سمجھتے ہیں تو اس کی قدر و قیمت کچھ زیادہ نہیں لگاتے۔ یہ فتح مندی زور اور قوت کی نہیں ضبط اور احتیاط سے ہے۔ میری مراد مکہ کے سرحدی مقام حدیبیہ سے ہے جہاں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور قریش کے درمیان قوت ارادی کی ٹکر تھی بالاخر مکہ والوں نے مصالحت کی شرطیں پیش کیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ شرائط منظور کرلیں۔ پیمبر کے سیرت نویس ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ اسلام کی کوئی فتح اس صلح سے بڑھ کر اس سے قبل نہیں حاصل ہوئی تھی کیونکہ جنگ موقوف ہوگئی تھی اور لوگ گفتگو و مباحثہ میں مشغول ہوگئے تھے۔ پس جس میں کچھ بھی عقل کا حصہ تھا وہ اسلام قبول کرلیتا تھا۔ خود قرآن

کریم نے جاہلیت کے استکبار و وحشت و درندگی کا تقابل اس صلح حدیبیہ کے سلسلہ میں صبر و سکینت و تقویٰ الہی سے کیا ہے...... ہم جس کی داد صلح حدیبیہ میں دیتے ہیں وہ فریقین کی مصالحت جوئی ہے (حالانکہ مصالحت جوئی کا اظہار پیغمبر برحق سے ہوا تھا نہ کہ فریقین سے۔ ناقل) اور یہ تعلیم یسوع کا اگر مغز نہیں تو اور کیا ہے اور ایسے کردار سے بڑھ کر کون شہزادہ امن کے پیغمبرانہ لقب کا مستحق ہوا ہے۔ یسوع کا قول ہے کہ صلح کرانے والے فرزندان خدا ہیں۔ (رسالہ مسلم ورلڈ امریکہ اکتوبر 1896ء) (بحوالہ الفرقان مئی 1975ء)

آنحضرتؐ نے مکہ میں داخل ہوتے وقت اپنے جرنیلوں کو بھی حکم دیا کہ کسی پر پہلے حملہ نہیں کرنا۔ آپؐ خود مکہ کی بالائی جانب سے شہر میں داخل ہوئے اور خالد بن ولیدؓ کو مکہ کی زیریں جانب سے داخلے کا ارشاد فرمایا جہاں عکرمہ بن ابو جہل اور اس کے ساتھیوں نے مسلمانوں پر حملہ کردیا۔ اس مزاحمت میں مسلمانوں کے دو آدمی شہید ہوئے اور قریش کے جو آدمی مارے گئے ان کی تعداد دس سے چوبیس تک بیان کی جاتی ہے۔ اگر کفار کی طرف سے مزاحمت نہ ہوتی تو یہ خون بھی نہ بہتا۔ (سیرۃ ابن ہشام جلد 4 صفحہ 49 تا 51)

ماہر علم النفس

جنگ بدر کے موقع پر جب کہ ابھی مسلمان لشکر کفار کے سامنے نہیں ہوئے تھے اور اکثر مسلمان اس بات سے بے خبر تھے کہ کفار کا ایک جرار لشکر مکہ سے نکل کر آرہا ہے اور صرف اس خیال سے گھر سے نکلے تھے کہ قافلہ سے سامنا ہوگا۔ اس وقت بعض صحابہ نے کفار مکہ کا ایک سپاہی جو انہیں ایک چشمہ پر مل گیا تھا آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپؐ نے اس سے لشکر کفار کے متعلق بعض سوالات کئے اور پھر پوچھا کہ روساء مکہ میں سے کون کون ساتھ ہے۔ اس نے کہا عتبہ، شیبہ، امیہ، نضر بن حارث، عقبہ، ابو جہل، ابوالبختری، حکیم بن حزام وغیرہ سب ساتھ ہیں۔ یہ لوگ قبیلہ قریش کے چونکہ روح رواں تھے اور نہایت بہادر اور جری سپہ سالار سمجھے جاتے تھے ان کے نام سن کر اور یہ معلوم کرکے کہ مکہ کے سارے نامی لوگ مسلمانوں کے استقبال کے لئے نکل آئے ہیں بعض کمزور صحابہ کسی قدر گھبرائے۔ آنحضرتؐ نے ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو بے ساختہ فرمایا

هذه مكة قد القت اليكم افلاذ كبدها
(سیرت ابن هشام جلد۲ صفحه ۲۶۹)

لو مکہ نے تو تمہارے سامنے اپنے جگر گوشے نکال کر رکھ دیئے ہیں یعنی تم خوش ہو کہ خدا نے تمہارے لئے اتنا بڑا شکار جمع کر دیا ہے۔ صحابہ کے خیالات کی رو فوراً پلٹا کھا گئی کہ یہ تو گھبرانے کا موقع نہیں ہے بلکہ خدا نے اپنے ارادوں کے مطابق ان روساء کفار کو ہمارے ہاتھوں تباہ ہونے کے لئے یہاں جمع کر دیا ہے۔ اس طرح وہی خبر جو کمزور طبیعت مسلمانوں کے لئے پریشانی اور خوف کا باعث بن سکتی تھی آنحضرتؐ کی ایک بے ساختہ نکلی ہوئی بات سے ان کے لئے خوشی اور تقویت کا باعث بن گئی۔ ادھر آپؐ نے مکہ کے سپاہی کے منہ سے یہ الفاظ سنے اور صحابہ کے چہروں پر نظر ڈال کر گھبراہٹ کے آثار دیکھے اور ادھر بے ساختہ طور پر آپؐ کے منہ سے یہ الفاظ نکل گئے جیسا کہ ایک تیر اپنی کمان کی چلہ سے نکل جاتا ہے اور اس بات کے نتیجہ میں مسلمانوں کے خیالات کی رو پلٹا کھا کر

فوراً اپنا رخ بدل گئی۔

فتح مکہ کے موقع پر آنحضرتؐ کو ابوسفیان رئیس مکہ کی دلداری منظور تھی اور آپؐ اس کے ساتھ اس بارے میں بعض وعدے بھی فرمائے تھے۔ جب اسلامی لشکر نہایت درجہ شان و شوکت کے ساتھ اپنے پھریرے لہراتا ہوا مکہ کی طرف بڑھا اور ابوسفیان ایک اونچی جگہ بیٹھا ہوا اس تزک و احتشام کو دیکھ رہا تھا تو اس کے سامنے سے گزرتے ہوئے حضرت سعد بن عبادہ رئیس انصار نے جو اپنے قبیلہ کے سردار اور علمبردار تھے ابوسفیان کو سنا کر کہا کہ آج مکہ والوں کی ذلت کا دن ہے۔ ابوسفیان کے دل میں یہ بات نشتر کی طرح لگی۔ اس نے فوراً آنحضرتؐ سے کہا آپؐ نے سنا یہ سعد نے کیا کہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا سعد نے غلط کہا ہے۔ آج تو مکہ کی عزت کا دن ہے۔ سعد سے سرداری کا جھنڈا لے کر اس کے بیٹے کے سپرد کر دیا جائے"۔ (فتح الباری جلد 8 صفحہ 9)

یہ ایک بے ساختگی کا کلام تھا۔ مگر اس میں علم النفس کی کتنی ابدی صداقتیں مخفی ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ مکہ والوں کی ذلت کے فقرہ سے یہ سمجھا جاسکتا تھا کہ گویا آنحضرتؐ مکہ میں داخل ہوں تو مکہ والوں کی یہ ذلت ہے حالانکہ مکہ خواہ مفتوح ہو جب وہ آنحضرتؐ کے نیچے آرہا ہے تو اس کی عزت ہی عزت ہے اور پھر مکہ کا مقام ایسا ہے کہ اسے کسی صورت میں ذلت سے منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ دوسرے سعد کے فقرہ سے اور اس فقرہ کے کہنے کے انداز سے مسلمانوں کے دلوں میں ابوسفیان کے متعلق تحقیر کے جذبات پیدا ہوسکتے تھے مگر آنحضرتؐ کا منشاء اس کی دلداری کرنا تھا اس لئے آپؐ نے فوراً ابوسفیان کی شکایت پر سعد کو تنبیہ فرمائی اور مسلمانوں کے خیالات کو غلط راستے پر پڑنے سے روک لیا۔

تیسرے آپؐ نے یہ دیکھتے ہوئے کہ سعد کے منہ سے یہ بات بے اختیار نکلی ہے اور جان بوجھ کر نہیں کی گئی اور پھر یہ سوچتے ہوئے کہ سعد اپنے قبیلے کا سردار ہے حتی الوسع اس کی تحقیر بھی نہیں ہونی چاہیئے یہ حکم تو دیا کہ اس کے ہاتھ سے سرداری کا جھنڈا لے لیا جائے مگر ساتھ ہی یہ حکم دیا کہ یہ جھنڈا اس سے لے کر اس کے بیٹے کے سپرد کر دیا جائے تاکہ سعد کی بھی دلداری رہے اور کسی دوسرے کو بھی اس پر طعن کا موقع نہ پیدا ہو۔

غور کرو کہ ان مختصر سے الفاظ میں جو بے ساختہ آپؐ کے منہ سے نکلے آپؐ کی نظر کہاں کہاں پہنچی۔ گویا ایک آن واحد میں آپ کے الفاظ میں کئی ذہنی دروازے جو نقصان دہ تھے بند کر دیئے اور کئی ذہنی دروازے جو نفع مند تھے کھول دیئے۔

مشیت ایزدی کے تحت ایک جنگ میں مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی اور کئی صحابہ میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ بعد میں یہ لوگ شرم کی وجہ سے آنحضورؐ کے سامنے نہیں آتے تھے۔ آنحضورؐ نے جوان کو مسجد کے کونے میں منہ چھپائے تاریکی میں بیٹھے دیکھا تو پوچھا تم کون لوگ ہو۔ وہ شرم سے پانی پانی ہو رہے تھے۔ رو کر عرض کیا "نحن الفرارون یا رسول اللہ" ہم بھگوڑے ہیں یا رسول اللہ۔ آپؐ نے بے ساختہ فرمایا "بل انتم کرارون" نہیں نہیں تم بھگوڑے نہیں ہو تم تو دوبارہ حملہ کے لئے تیار بیٹھے ہو۔ (ترمذی ابواب الجہاد۔ باب الفرارین من الزحف) اللہ اللہ کیا شان ہے۔ میدان جنگ سے بھاگے ہوئے سپاہی ندامت میں ڈوبے جا رہے ہیں اور عرض کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہؐ ہم آپ کو کیا منہ دکھائیں ہم تو میدان میں پیٹھ دکھا چکے ہیں۔ آپؐ دیکھتے ہیں کہ ان کی ہمتیں گری جاتی ہیں۔ فرماتے ہیں تم بھگوڑے کہاں ہو تم دوبارہ حملہ

کرنے کے لئے پیچھے ہٹ آئے ہو اور ابھی میرے ساتھ ہو کر پھر جنگ کے لئے نکلوگے۔ اس ایک لفظ سے گرے ہوئے پست ہمت سپاہی کو اس کی پستی سے اٹھا کر کس بلندی پر پہنچا دیتے ہیں۔

قیام عبادت۔ تعلق باللہ

صلح حدیبیہ کے دوران ایک بہت خطرناک موقعہ پیش آیا۔ آنحضرتؐ مکہ کے پاس عسفاف میں خیمہ زن تھے۔ قریش کے مشہور جرنیل خالد بن ولید آس پاس کی پہاڑیوں میں دشمن کی فوج کا ایک دستہ لئے ہوئے موقعہ کی تاک میں تھے۔ آخر قریش کی یہ رائے قرار پائی کہ مسلمان جب نماز کے لئے کھڑے ہوں تو عین اس وقت ان پر بے خبری میں حملہ کیا جائے۔ دشمن اپنی فوج کا پہرہ لئے آپ کے سامنے تھا۔ صحابہؓ دو حصوں میں منقسم ہوگئے۔ ایک حصہ نے آپؐ کے پیچھے آکر نماز کی صفیں قائم کرلیں اور دوسرا حصہ دشمنوں کے مقابل کھڑا ہوگیا۔ پہلی جماعت فارغ ہوکر بتدریج دشمنوں کے مقابل آگئی اور دوسری ترتیب کے ساتھ پیچھے ہٹ کر آپؐ کے ساتھ نماز میں جاملی۔ یہ تمام تبدیلیاں مقتدیوں کی صفوں میں ہورہی ہیں۔ لیکن خود سپہ سالار خون آشام تلواروں کے سایہ میں تمام خطرات سے بے پرواہ عبادت الٰہی میں مصروف ہے اور اس کو ذرہ برابر جنبش نہیں ہوتی۔ (سنن ابی داؤد۔ کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ الخوف)

بدر کے دوران جب کہ دشمن کے مقابلہ میں آپؐ اپنے جاں نثار بہادروں کو لے کر کھڑے ہوئے تھے۔ تائید الٰہی کے آثار ظاہر تھے۔ کفار نے اپنا قدم جمانے کے لئے پختہ زمین پر ڈیرے لگائے تھے اور مسلمانوں کے لئے ریت کی جگہ چھوڑ دی تھی لیکن خدا نے بارش بھیج کر کفار کے خیمہ گاہ میں کیچڑ ہی کیچڑ کردیا اور مسلمانوں کی جائے قیام مضبوط ہوگئی۔ اسی طرح اور بھی تائیدات سماوی ظاہر ہورہی تھیں۔ لیکن باوجود اس کے اللہ تعالیٰ کا خوف ایسا آنحضرتؐ پر غالب تھا کہ سب وعدوں اور نشانات کے باوجود اس کے غنا کو دیکھ کر گھبراتے تھے اور بے تاب ہوکر اس کے حضور میں دعا کرتے تھے کہ مسلمانوں کو فتح دے۔ آپؐ یہ دعا کررہے تھے اور اس الحاح کی کیفیت میں آپؐ کی چادر بار بار کندھوں سے گرجاتی تھی۔

اللھمّ انی انشرک عھدک و وعدک اللھمّ ان تھلک ھذہ العصابۃ من اھل الاسلام لا تعبد فی الارض.

اے میرے خدا اپنے وعدہ کو اپنی مدد کو پورا فرما۔ اے میرے اللہ اگر مسلمانوں کی یہ جماعت آج ہلاک ہوگئی تو دنیا میں تجھے پوچھنے والا کوئی نہیں رہے گا۔ اس وقت آپؐ اس قدر کرب کی حالت میں تھے کہ کبھی آپؐ سجدہ میں گرجاتے اور کبھی کھڑے ہوکر خدا کو پکارتے تھے اور آپؐ کی چادر آپؐ کے کندھوں سے گرپڑتی تھی۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں مجھے لڑتے لڑتے آنحضرتؐ کا خیال آتا اور میں دوڑ کر آپؐ کے پاس پہنچ جاتا تو دیکھتا کہ آپؐ سجدہ میں ہیں اور آپؐ کی زبان پر یا حی یا قیوم یا حی یا قیوم کے الفاظ جاری ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ جوش فدائیت میں آپؐ کی اس حالت کو دیکھ کر بے چین ہوجاتے اور عرض کرتے یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپؐ گھبرائیں نہیں۔ اللہ ضرور اپنے وعدے پورے کرے گا مگر اس مقولہ کے مطابق کہ "ہر کہ عارف تراست ترساں تر"

برابر دعا و گریہ وزاری میں مصروف رہے۔ آپؐ کے دل میں خشیت الٰہی کا یہ گہرا احساس مضمر تھا کہیں خدا کے وعدوں میں کوئی ایسا پہلو مخفی نہ ہو جس کے عدم علم سے تقدیر بدل جائے۔ (بخاری کتاب الجہاد۔ باب فی

ورع صلی اللہ علیہ وسلم)

جس جگہ پر خدا کا عذاب آچکا ہو آپؐ سفر کے دوران وہاں ہرگز نہ ٹھہرتے تھے۔ آپؐ خدا کی اس قدر خشیت رکھتے تھے اور اس کا تقویٰ آپؐ کے دل پر ایسا قوی تھا کہ نہ صرف آپؐ ایسے افعال سے محفوظ تھے جن سے خدا کی ناراضگی کا خوف ہو اور نہ صرف لوگوں کو ایسے افعال میں مبتلا ہونے سے روکتے تھے بلکہ آپؐ ان مقامات میں ٹھہرنا بھی پسند نہ کرتے تھے جس جگہ کسی قوم پر خدا کا عذاب آچکا ہو اور ان واقعات کو یاد کر کے، ان افعال کو آنکھوں کے سامنے لا کر جن کی وجہ سے وہ عذاب نازل ہوئے آپؐ اس قدر غضب الٰہی سے خوف کرتے کہ اس جگہ کا پانی تک استعمال کرنا آپؐ مکروہ جانتے تھے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

آنحضرتؐ غزوہ تبوک کے موقع پر مقام حجر پر اترے۔ یہ وہ مقام تھا جہاں قوم ثمود غضب الٰہی کا شکار ہوئی تھی۔ آپؐ نے صحابہ کو حکم دیا کہ اس علاقہ کے کنویں سے پانی نہ پئیں اور نہ پانی بھریں۔ یہ حکم سن کر صحابہ نے جواب دیا کہ ہم نے اس پانی سے آٹا گوندھ لیا ہے اور پانی بھر لیا ہے۔ آپؐ نے حکم دیا کہ اس آٹے کو پھینک دو اور پانی کو بہا دو۔ (بخاری کتاب الانبیاء۔ باب الی ثمود اخاھم صالحا)

الغرض ہر میدان جنگ نے آپؐ کے اخلاق کے بعض نئے پہلوؤں کو اجاگر ہوتے ہوئے دیکھا۔ بدر کا میدان گواہ ہے کہ حضورؐ نے توکل اور متضرعانہ دعا کا بے مثال مظاہرہ کیا۔ احد کا پہاڑ جان دوستی اور صبر و ثبات اور خدا کے نام کے لئے غیرت کی گواہی دے رہا ہے۔ مدینہ کی خندق مسلسل بھوک کی برداشت، بے پناہ محنت، جانفشانی، استقامت اور شانہ بشانہ شرکت عمل کا نشان ہے۔ حدیبیہ طاقت و قوت کے باوجود امن و صلح و آشتی سے پیار کا جھنڈا بلند کر رہی ہے۔ فتح مکہ حسن انتظام اور جامع منصوبہ بندی اور عفو و رحمت عام کا نظارہ دکھلا رہی ہے۔ حنین کی وادی شجاعت و اقدام کا مافوق البشر مظاہرہ پیش کرتی ہے۔ غرض مکہ اور مدینہ، طائف اور تبوک، خیبر اور حدیبیہ، عرب کے صحرا اور نخلستان، وادیاں اور ٹیلے، گھاٹیاں اور قلعے آپؐ کے اعلیٰ ترین اخلاق کے گواہ ہیں اور بعد کی انسانی نسلوں کو بھی اسی اسوہ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دے رہے ہیں کوئی ہے جو اس راہ پر چلے۔

پیارے آقا کی نصیحت

پانچ بنیادی اخلاق اور عبادات کے قیام کے لئے خصوصی تحریک

- سچائی
- نرم اور پاک زبان کا استعمال
- وسعت حوصلہ
- ہمدردی خلق
- مضبوط عزم
- نماز باجماعت کا قیام
- تلاوت قرآن کریم

(منجانب۔ مہتمم تربیت)

جناب عبیداللہ علیم

علیم پاکستان کے ادبی افق پر ساٹھ کی دہائیوں میں طلوع ہوا اور وہ آیا، اس نے دیکھا اور اس نے فتح کر لیا۔ پہلا مجموعہ کلام "چاند چہرہ ستارہ آنکھیں" مطلع ادب پر ستر کی دہائیوں میں منظر عام پر آیا اور وقیع ادبی انعام "آدم جی ادبی انعام" کا مستحق ٹھہرا۔

علیم منفرد لب ولہجہ اور انوکھی آواز ہونے کے باوجود شعری روایت سے مضبوط پیوند رکھتا ہے۔ علیم کسی مخصوص نظریہ تحریک یا نظام کی شاعری نہیں کرتا بلکہ اس کی شاعری میں آفاقیت کا ایک ایسا ماورائی عنصر ہے جو اس کے لہجے کو دوسرے تمام شعراء سے ممتاز کرتا ہے۔ اگر علیم کے دونوں مجموعوں یعنی "چاند چہرہ ستارہ آنکھیں" اور "ویران سرائے کا دیا" پر نظر ڈالی جائے تو لگتا ہے کہ علیم نے مجاز سے حقیقت کی طرف ایک سالک کی طرح سفر کیا ہے اور "چاند چہرہ ستارہ آنکھیں"، ویران سرائے کا دیا" میں آکر دعا دعا وہ چہرہ، حیا حیا وہ آنکھیں، صبا صبا وہ زلفیں" بن گئیں ہیں۔

علیم شعراء کے اس گروہ سے تعلق رکھتا ہے جن کی روایت کا سفر اردو ادب میں میر درد اور امیر خسرو سے ہوتا ہوا دور کہیں سرمد، رومی سے ملتا ہے۔ علیم کے کلام میں ماورائیت کی ایک عجیب کیفیت پائی جاتی ہے لیکن اس میں کوئی الجھن نہیں بلکہ احساس ہوتا ہے کہ علیم خود اس تجربے سے گزرا ہے۔

نیچے علیم کی دو غزلیں دی جارہی ہیں۔ دونوں کے تیور دیکھیئے اور ان کی آفاقیت اور ان میں پنہاں معانی پر سر دھنیئے۔

(تعارف: فضیل عیاض احمد)

نور سے بھر جائے دل وہ رنگ ہے تحریر کا
آپ کیا ہوگا کہ جب عالم ہے یہ تصویر کا

دو زمانوں میں مسلسل ہے ہماری زندگی
اک زمانہ خواب کا ہے دوسرا تعبیر کا

جب ہوئے ہم گوش بر آواز تو ہم پر کھلا
ہر نئے عالم میں اک عالم تیری تقریر کا

رہ گیا مقتول کی شان شہادت دیکھ کر
سینہ شمشیر کے اندر ہی دم شمشیر کا

آپ کی اپنی عدالت کیجئے جو فیصلہ
ہاں مگر وہ فیصلہ اک آخری تقدیر کا

کوئی پابندی نہ چاہے ایسی آزادی کہاں
خود میری خواہش سے نکلا سلسلہ زنجیر کا

دعویٰ لاج سخن اپنی جگہ لیکن علیم
میں بھی تھا غالب کا قائل معتقد تھا میر کا

اے شخص کہاں چلا گیا تو

جب اس کی بدل گئی نگاہیں
شاہوں کو ملی نہیں پناہیں
جب چھاؤں نہ دیں جہاں پناہیں
بانہوں میں سمیٹ لیں وہ بانہیں
دشمن کو خبر نہیں کہ کیا ہیں
یہ اشک یہ آہ کی سپاہیں
تو نہ ساتھ دے اگر ہمارا
ہم کیسے یہ زندگی نباہیں
اب کجکلاہ دوجہاں کے آگے
گرنے کو سروں سے ہیں کلاہیں
آخر تیرے پاشکستگان کو
لے آئی تیری طرف ہی راہیں
اے شخص تو جان ہے ہماری
مر جائیں اگر تجھے نہ چاہیں
سو بار مریں تو تیری خاطر
سو بار جییں تو تجھ کو چاہیں
اے شخص کہاں چلا گیا تو
آ جا کہ ترس گئیں نگاہیں
ہو صاحب دل تو نذر ہیں یہ
کچھ اپنی کچھ عہد کی کراہیں

(جناب عبیداللہ صاحب علیم)

پل پل کیسے گذرا کیسے گذرے ماہ و سال
دل میں نہیں طاقت کہ سنائے ان لمحوں کا حال

دھڑک دھڑک کر زور لگائے ہو نہ کبھی آزاد
دل کے گرد بنا ہے کس نے غم کا پکا جال

سانجھ سویرے آس کا پنچھی اپنے پر پھیلائے
دور ہی ہوتا جائے ہر دم چاند کا اجلا تھال

دل نے آنسو دفن کئے دل میں اور آنکھیں روئیں
دل کو دیا طعنہ آنکھوں نے کیا روئے کنگال

دل نے مجھے سمجھایا ہے خود اپنے درد سنبھال
مجھ میں نہیں طاقت کہ رکھوں ہر پل ترا خیال

وہ آئیں تو دن نکلے دل ہنسنا سیکھے پھر سے
اب تو لپٹ رہے ہیں دل سے رات کے کالے بال

عظمت جانے ہے کہ ان تک پہنچ نہ پائے پھر بھی
بلک بلک کر روز ہی روئے ہو جائے بے حال

(ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ)

بیسویں صدی کا علمی شاہکار

آخری قسط

حال ہی میں ایک کتاب شائع ہوئی ہے "بیسویں صدی کا علمی شاہکار"۔ کتاب کے ادبی اور علمی مقام کے متعلق کچھ تبصرہ کرنا اس وقت مقصود نہیں اس کا اندازہ مصنف کے نام سے ہی ہوجاتا ہے۔ افادیت کے پیش نظر اس کے کچھ حصے اختصار کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔ انہیں پڑھ کر قارئین خود اندازہ لگا سکیں گے کہ مصنف نے کتنی محنت سے یہ مواد جمع کر کے اسے ایک ایسا صاف اور شفاف آئینہ بنا کر پیش کیا ہے کہ علم و ادب کے خزانوں کو چرانے والے اور اس چوری کے مال کو شیر مادر سمجھنے والوں کے چہرے اس میں صاف نظر آجاتے ہیں۔ مستزاد یہ کہ یہی لوگ تھے جو کل کلاں بلکہ آج بھی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ پر "ادبی سرقے" کا الزام لگاتے تھے اور خدا کی قدرت کہ

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

بہر کیف میں زیادہ دیر تک قارئین کے ادبی ذوق و اشتیاق اور اس اعلیٰ درجہ کی تحقیق والے مضمون کے مابین حائل نہیں ہونا چاہتا۔ مضمون پڑھیئے اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ پر رحمتیں بھیجیں کہ جنہوں نے حقیقی خدا کا پتہ ہمیں دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال پر اطلاع پا کر ہمیں خبر دی اور اس کا اقرار ہر طرح سے غیروں کو بھی کرنا پڑا جیسا کہ اس مضمون سے ظاہر و بالا ہے۔ آخر پر اس کتاب کے مصنف کے لئے دعائے خیر کی بھی درخواست ہے جن کا میں صرف نام درج کرنا کافی سمجھتا ہوں کیونکہ وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ میری مراد مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد سے ہے۔

6۔ شاعر اہل حدیث مولانا ندیم کومَوی۔ گوشہ ادب ٹوبہ ٹیک سنگھ

1961ء کے صفحہ اول پر جلی اور نمایاں حروف سے مولانا ندیم صاحب کی یہ نظم اشاعت پذیر ہوئی۔

اخبار "تنظیم اہل حدیث" لاہور مورخہ 30 جون

کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے!

اک نہ اک دن پیش ہوگا تو قضا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کچھ فنا کے سامنے
چھوڑنی ہوگی تجھے دنیائے فانی ایک دن
ہر کوئی مجبور ہے حکم خدا کے سامنے
مستقل رہنا ہے لازم اے بشر تجھ کو سدا
رنج و غم سوز و الم فکر و بلا کے سامنے
حاجتیں پوری کریں گے کیا تری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے
چاہیئے تجھ کو مٹانا قلب سے نقش دوئی
سر جھکا بس مالک ارض و سما کے سامنے
چاہیئے نفرت بدی سے اور نیکی سے پیار
اک نہ اک دن پیش ہوگا تو خدا کے سامنے
راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے ندیم
قدر کیا پتھر کی لال بے بہا کے سامنے

اخبار "تنظیم اہل حدیث" کے نگران ان دنوں "حضرت العلام" حافظ محمد عبداللہ روپڑی تھے اور مدیر حافظ عبدالرحمن امرتسری تھے۔ مولانا ندیم کی یہ نظم تمام حلقوں میں پسند کی گئی اور اسے گہری دلچسپی سے پڑھا گیا۔ اسی اثناء میں رسالہ "الفرقان" جولائی 1961ء نے یہ انکشاف کر کے ادبی دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا کہ پوری نظم معمولی تغیر کے ساتھ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے پرمعارف کلام سے لی گئی ہے اور مقطع میں بھلا کی بجائے ندیم کا لفظ بطور تخلص شامل کر دیا گیا ہے۔

7۔ حافظ محمد اکبر رسول آبادی فاضل علوم شرقیہ ایم۔ اے

علوم عربیہ و معارف اسلامیہ

جناب حافظ محمد اکبر نے "دعا اور دل کی مراد" کے عنوان سے ایک رسالہ تصنیف کیا۔ یہ "نادر و نایاب تحفہ" اکبر اینڈ سنز کراچی نمبر 2 کی کوشش سے زیور طبع سے آراستہ ہوا۔ رسالہ کے صفحہ 23 پر اجابت دعاء کے زیر عنوان یہ شعر درج ہے جو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی مذکورہ نظم میں موجود ہے۔

بارگاہ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے

جناب حافظ صاحب نے اسی رسالہ کے صفحہ 47 پر بانی سلسلہ احمدیہ کے لخت جگر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا یہ شعر بھی سپرد قرطاس کیا ہے۔

غیر ممکن کو ممکن میں بدل دیتی ہے
اے مرے فلسفیو! زور دعا تو دیکھو

8۔ جناب سید نذر عباس، سید صابر حسین، سید سجاد حسین، سید امتیاز حسین "جاروب کش امام بارگاہ ریاض الملت" گوٹھ لعل موضع ساہلاں بہاول پور

5۔ 6 جولائی کو سرکار حضرت قائم آل محمد علیہ السلام

کی زیر سرپرستی بہاول پور کے نواح میں ایک مجلس عزا برپا ہوئی۔ مجلس عزا کے لئے مندرجہ بالا اصحاب نے جو پوسٹر شائع کیا اس میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا یہ شعر بھی زیب رقم تھا۔

بارگاہ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے

9۔ مخدوم حکیم محمد اعظم ملتانی شاہی حکیم والئی ریاست لسبیلہ بلوچستان

19 جولائی 1903ء کا واقعہ ہے کہ مخدوم محمد اعظم صاحب نے دلی کے "مجلہ طبیہ" کے ایڈیٹر کے نام حسب ذیل مکتوب مع اشعار کے ارسال کیا۔

"اپنے احباب و دیگر معزز ناظرین کی اشتیاق و تحریص پیدا کرانے اور طب و حکمت کی اشاعت کی طرف توجہ دلانے کے واسطہ یہ چند اشعار تیار کرائے گئے ہیں امید ہے کہ آپ ان کو بھی درج رسالہ فرماویں گے اور میرے رفیق ان اشعار کو عزت کی نگاہ سے ملاحظہ فرماویں گے اور ان کو پرانی جنتری کی طرح بیکار نہیں تصور فرمائیں گے"۔

بکوشید اے جوانان تا بہ طب قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضہ حکمت شود پیدا
اگر یاران کنون بر غربت کیں علم و رحم آرید
کمال اتفاق و خلت و الفت شود پیدا
بجنید از پئے کوشش کہ از درگاہ ربانی
ز بہر ناصران طب ز حق نصرت شود پیدا
اگر امروز فکر عزت طب درشما جوشد
شمار والا رتبت و عزت شود پیدا
چنان خوش دار اورا اے ندائے قادر مطلق
گر در ہر کاروبار و حال او فرحت شود پیدا
بمی بینم کو درد از قدیم و پاک می خواہد
کہ باز آن قوت ابن علم و آن شوکت شود پیدا

"مجلہ طبیہ" کے سرپرست حکیم محمد واصل خان صاحب سیکرٹری مدرسہ طبیہ دہلی تھے اور نگران اعلیٰ مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان رئیس دہلی۔ رسالہ کے ایڈیٹر نے شاہی حکیم مخدوم محمد اعظم صاحب کا مراسلہ مع طبی اشعار کے یکم اگست 1903ء کے شمارے میں صفحہ 33-34 پر شائع کر دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ مخدوم محمد اعظم صاحب نے یہ نظم دس سال قبل چھپنے والی کتاب "آئینہ کمالات اسلام" (مولفہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ) کی ایک نظم کو بے دردی کے ساتھ مسخ کر کے تیار کی تھی۔ اور اپنے ہمعصر اطباء سے خراج تحسین وصول کرنے کے لئے نہایت بے ادبی کے ساتھ "اسلام" اور "دین" کے الفاظ کو "طب" وغیرہ کے الفاظ میں بدل ڈالا تھا۔

10۔ جناب مولانا صوفی سید عبدالرحمن خان حنفی مالیر کوٹلہ

ریاست مالیر کوٹلہ کے اس حنفی بزرگ نے "تنبیہ المسلمین المعروف غیرت اسلام" کا رسالہ حمایت اسلام پریس لاہور سے شائع کیا۔ رسالہ کے سرورق پر آپ نے فرزندان توحید اور شبان اسلام میں جوش اور ولولہ پیدا کرنے کے لئے حضرت بانی سلسلہ کا حسب ذیل شعر درج کیا۔

بکوشید اے جواناں تابدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضہ ملت شود پیدا

11۔ خطیب پاکستان علامہ محمد شفیع اوکاڑوی
(ولادت 1929ء۔ وفات 24 اپریل 1984ء)

آپ سلسلہ نقشبندیہ کے ممتاز عالم دین اور سیاسی راہنما تھے۔ مرکزی جماعت اہلسنت اور دارالعلوم حنفیہ غوثیہ کے بانی تھے۔ اور متعدد کتابوں کے مصنف بھی۔ آپ کی مشہور کتاب "الذکر الجمیل" کی نسبت ماہنامہ "ترجمان اہل سنت" (مئی۔ جون 1974ء) کے آخری صفحہ پر لکھا ہے کہ یہ کتاب خصوصاً پڑھے لکھے لوگوں، واعظوں اور عاشقان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سرمایہ اور سکون قلب ہے۔ اس کتاب میں ہر مسلمان کا پاس ہونا ضروری ہے۔

علامہ اوکاڑوی نے اسی کتاب کے صفحہ 104 پر عشق رسول میں ڈوبے ہوئے ایک شعر کو جو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی کتاب براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ 528 میں شائع شدہ ہے ڈاکٹر سر محمد اقبال کی طرف منسوب کر کے نقل کر دیا ہے حالانکہ شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب 3 ذی قعدہ 1294 ہجری مطابق 9 نومبر 1877ء کو پیدا ہوئے اور براہین احمدیہ حصہ چہارم 1884ء میں منظر عام پر آئی۔ بہرحال اصل شعر یہ ہے۔

مصطفیٰ آئینہ روئے خدا است
منعکس دروے ہمہ خوئے است

12۔ علامہ پیر محمد کرم شاہ صاحب ایم اے آنرز (الازہر) سجادہ نشین بھیرہ

(ولادت 21 رمضان المبارک 1336ھ مطابق یکم جولائی 1918ء)

آپ "پیر طریقت" اور "رہبر شریعت" کہلاتے ہیں۔ ملتان کے شہرہ آفاق صوفی حضرت بہاءالحق والدین ابو محمد زکریا سہروردی کی نسل میں سے ہیں۔ آپ کی تصانیف میں سے تفسیر ضیاءالقرآن سنی حلقوں میں بہت مقبول ہے۔ 1971ء میں آپ نے لاہور سے ماہنامہ "ضیائے حرم" جاری کیا۔ 1980ء سے آپ وفاقی شرعی عدالت کے جج کے عہدہ پر فائز ہیں۔

علامہ نے رسالہ "ضیائے حرم" (اپریل 1972ء) کے صفحہ 27 پر "ہدیہ نعت" کے زیر عنوان درج ذیل فارسی نظم سپرد اشاعت فرمائی۔

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچہ آل محمدؐ است
دیدم بعین قلب و شنیدم بگوش ہوش
در ہر مکاں ندائے جمال محمدؐ است
ایں چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرہ زبحر کمال محمدؐ است
ایں آتشم ز آتش مہر محمدیؐ است
ویں آب من ز آب زلال محمدؐ است

راقم الحروف کی تحقیق کے مطابق یہ نظم پہلی بار ایک سو تین برس بیشتر اخبار "ریاض ہند" امرتسر مورخہ یکم مارچ 1886ء کے صفحہ 145 پر چھپی اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے قلم مبارک سے نکلی۔ "ریاض ہند" کے اس یادگار پرچہ کی نقل مطابق اصل آپ کی تالیف "آئینہ کمالات اسلام" (مطبوعہ 1893ء میں بھی شائع شدہ ہے۔ جو صاحب چاہیں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

13۔ مولانا سید محمود احمد صاحب رضوی

(ولادت 1924ء)

اسلامی انسائیکلوپیڈیا اردو کے مدیر سید قاسم محمود نے لکھا ہے کہ آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف کے منتظم اور ماہنامہ رضوان کے ایڈیٹر اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ کا شمار جمیعت علماء پاکستان کے چوٹی کے راہنماؤں میں ہوتا ہے۔

آپ نے حضرات خلفاء راشدین کے فضائل و مناقب اور دینی و ملی خدمات پر "شان صحابہ" کے نام سے ایک پر از معلومات کتاب تصنیف کی جو "مکتبہ رضوان" (گنج بخش روڈ۔ لاہور) کے زیر اہتمام شائع ہوئی۔ اس کتاب کے آخری سرورق پر بھی رسالہ "ضیائے حرم" کا مطبوعہ ہدیہ نعت پوری شان اور آب و تاب کے ساتھ موجود ہے۔

14۔ جناب شاہد وقار صاحب ایڈیٹر قائد۔ اسلام آباد

آپ نے رسالہ قائد (فلسطین نمبر) کے صفحہ اول پر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا درج ذیل مشہور شعر آپ کا نام دیئے بغیر حوالہ قرطاس کیا ہے۔

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

یہ شعر آپ کی کتاب "ازالہ اوہام" حصہ اول صفحہ 176 مطبوعہ 1891ء میں موجود ہے اور اس کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ خدا کے بعد میں محمدؐ کے عشق میں سرشار ہوں۔ اگر یہی کفر ہے تو بخدا میں سخت کافر ہوں۔

15۔ مولانا پیر عبدالقیوم صاحب نقشبندی مجددی لہوگردی زاہد آبادی

پیر غوث محمد ابن شاہ ولی اللہ نقشبندی مجددی کے

خلیفہ مجاز ہیں اور "عالم ربانی" اور "عارف یزدانی" کے القاب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ کتاب "السیف الصارم" (فارسی) آپ کی یادگار ہے۔ یہ کتاب محرم الحرام 1349ھ مطابق مئی جون 1930ء میں امرتسر کے "نذیر پرنٹنگ پریس" میں طبع ہوئی۔ آپ کے مرشد پیر غوث محمد مجددی کا اجازت نامہ بھی اس کے سرورق کی زینت ہے۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے فارسی کلام کو کتنی بے پناہ قبولیت حاصل ہوئی یہ رسالہ اس کا منہ بولتا ثبوت ہے کیونکہ اس میں نہایت کثرت سے آپ کے فارسی اشعار نقل کئے گئے ہیں اور یہ سلسلہ کئی صفحات پر محیط ہے۔

16۔ جناب تاج دین صاحب انصاری مدیر ترجمان احرار اسلام "آزاد" لاہور

(ولادت 1891ء وفات 1955ء)

جناب انصاری صاحب نے جلسہ میلادالنبی کے تعلق میں اپنے اخبار "آزاد" (29 دسمبر 1950ء صفحہ 2) میں "حضور سرور کونین رحمۃ اللعالمین کی تشریف آوری" کے نہایت درجہ جلی عنوان سے ایک مضمون شائع کیا جس کے راقم ایک صاحب نورالدین آف ایبٹ آباد تھے۔ اس مضمون کی تمہید میں مقالہ نگار نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا نام لئے بغیر آپ کا ایک فارسی شعر نقل کیا اور تسلیم کیا کہ اگرچہ مرسلین، اولیائے کرام، صوفیائے عظام اور علمائے کرام نے بھی آنحضورؐ کی تعریف کی ہے مگر اصل تعریف اسی شعر میں بیان ہوئی ہے۔ چنانچہ انہوں نے لکھا۔

"آج میلادالنبی کا دن ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظہور آج کے دن ہوا۔ آج حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود و سلام بھیجا جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف تو انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ حضرت آدم سے لے کر قیام قیامت تک کسی نبی، مرسل اور کسی بشر کی طاقت نہیں کہ آپ کی تعریف کا حق ادا کرسکے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اکثر انبیاء پیش گوئی کرتے آئے۔ انہوں نے بھی اسی جملہ پر اکتفاء کیا کہ ہمارے بعد ایک نبی آخرالزماں آنے والا ہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰؑ کی یہ پیشگوئی انجیل میں واضح ہے کہ میرے بعد ایک نبی آنے والا ہے جن کا نام محمدؐ ہوگا۔ میں ان کے جوتے کے تسمے کھولنے کے بھی لائق نہیں۔

مرسلین کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلامؐ کے اصحاب و تابعین کا شمار ہوتا ہے۔ تو ان کا بھی یہی حال رہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی قدر پہچان سکے کہ اپنے مال و جان اولاد سب کچھ آپؐ پر قربان کردیا۔ یہ بھی پہچاننے کی ایک ادنیٰ مثال ہے۔ باقی امت تو کسی شمار ہی میں نہیں! بہر حال اولیائے کرام اور صوفیائے عظام کو راہ عرفان میں جو کچھ مشاہدات پیش آتے ہیں وہ حضور کے نور مقدس سے ہی توسل رکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں علماء کرام نے حضورؐ کی جو تعریف کی ہے وہ آپؐ کے اسوہ حسنہ اور علم الحدیث سے ماخوذ ہے۔ ورنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف یہی ہے کہ

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش
محمدؐ ہست برہان محمدؐ

جیسا کہ معزز قارئین گذشتہ صفحات میں مطالعہ فرما چکے ہیں یہ پر معارف شعر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا ہے اور آپ کی کتاب "آئینہ کمالات اسلام" میں مرقوم ہے۔

17۔ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی رہنما

تاریخ پاکستان کا یہ ایک کھلا ورق ہے کہ دسمبر 1970ء کے انتخابات میں مشرقی پاکستان میں عوامی لیگ نے اور مغربی پاکستان میں جناب ذوالفقار علی بھٹو کی پیپلز پارٹی نے اکثریت حاصل کی اور صدر پاکستان محمد یحییٰ نے عوامی لیگ کے لیڈر شیخ مجیب الرحمن کو کامیابی کا پیغام دیتے ہوئے انہیں پاکستان کا آئندہ وزیر اعظم قرار دیا اور انہیں حکومت بنانے کی دعوت دے دی۔ فروری 1971ء میں اسمبلی کے اجلاس ڈھاکہ کی تیاریاں زور و شور سے تھیں کہ "مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان" کے مرکزی رہنماؤں نے انگریزی زبان میں ایک رسالہ ارکان اسمبلی میں تقسیم کے لئے شائع کیا جس کا نام تھا

AN APPEAL

TO
THE MEMBER OF

NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

رسالہ کے دیباچہ میں عوامی لیگ کے بانی مسٹر سید حسین شہید سہروردی کو زبردست خراج تحسین ادا کیا گیا کہ وہ پاکستان کے عظیم رہنماؤں میں پہلے سیاست دان تھے جنہوں نے "قادیانی مسئلہ" بروقت بھانپ لیا۔ ازاں بعد احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا۔ اس ضمن میں قرآن کریم اور احادیث نبوی کے بعض اقتباسات درج کرنے کے بعد لکھا۔

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم بر پیغمبرے

قارئین کے لئے یہ انکشاف یقیناً حد درجہ حیرت کا موجب ہو گا کہ فارسی کے یہ دونوں اشعار جنہیں ڈاکٹر سر محمد اقبال کی طرف منسوب کیا گیا دراصل حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ہیں۔ پہلا شعر آپ کی کتاب "سراج منیر" (مطبوعہ 1880ء) کے صفحہ ... میں شائع شدہ ہے اور دوسرا براہین احمدیہ حصہ اول (مطبوعہ 1880ء) کے صفحہ 10 پر لکھا ہے۔

اسی انگریزی رسالہ کا اردو ترجمہ بھی فروری 1971ء میں طبع کرایا گیا جس کا نام تھا "قادیانی مذہب و سیاست"۔ مسئلہ ختم نبوت کے متعلق اراکین مجلس دستور ساز اسمبلی پاکستان کی خدمت میں ایک ضروری عرضداشت"

مجلس کے مرکزی لیڈروں نے انگریزی رسالہ چونکہ

بالخصوص مشرقی پاکستان کے ممبروں کو اپنا ہم نوا بنانے کے لئے شائع کیا تھا (جن کے ممبروں کی بھاری اکثریت کامیاب ہوئی تھی) اس لئے اردو ترجمہ سے علامہ سر اقبال سے متعلق پورا پیراگراف ہی حذف کردیا مگر بعد ازاں جب سکوت ڈھاکہ کا المیہ پیش آیا اور پاکستان دو لخت ہوگیا تو مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان نے یہی انگریزی رسالہ دوبارہ "QADIANISM" کے نام سے چھپوالیا اور اس میں بھی متعلقہ نوٹ مع اشعار کے برقرار رکھا لیکن اس کے دوسرے ایڈیشن میں اشعار تو رب کی مہر سے محو کردئے گئے البتہ ان کا انگریزی ترجمہ اور عنوان بدستور موجود تھا۔

خامہ انگشت بدنداں کہ اسے کیا لکھئے
ناطقہ سر بگریباں کہ اسے کیا کہئے
(غالب)

19۔ مولانا جان محمد صاحب ایم اے، ایم او ایل، منشی فاضل و مولوی فاضل۔ سابق عربی و فارسی ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول فیروز پور

آپ کی مشہور تالیف "اصلی عربی بول چال مکمل کلاں" ہے جو مدت ہوئی کشمیری بازار لاہور کے کتب خان منشی عزیزالدین پبلشرز و تاجران کتب نے شائع کی تھی اور جو کتابی سائز کے 304 صفحات پر مشتمل تھی۔ کتاب کے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا وہ شہرہ آفاق عربی قصیدہ مع اردو ترجمہ درج تھا جو آپ کی کتاب "آئینہ کمالات اسلام" (مطبوعہ 1893ء) صفحہ 590 تا 594 میں چھپا اور جسے سپرد قلم کرنے کے بعد آپ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمکنے لگا اور فرمایا "یہ قصیدہ جناب الہی میں مقبول ہوگیا اور خدا نے مجھ سے فرمایا جو اس قصیدہ کو یاد کرے گا اور ہمیشہ پڑھے گا میں اس کے دل میں اپنی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دوں گا اور اپنا قرب عطا کروں گا"۔ ("بیسویں صدی کا علمی شاہکار")

یہ چند ایک مثالیں تھیں جو اختصار کے ساتھ یہاں درج کی گئیں ہیں۔ اور ان بزرگان امت اور مفتیان دین شرع دین متین کی عالمانہ اور صحافیانہ کارگذاری کا نمونہ تھا جو آپ نے ملاحظہ کیا۔ کہ ایک طرف تو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی کتب اور ان کی تحریرات کو گمراہ کن پراپیگنڈا اور اسلام اور امت مسلمہ کے لئے زہر قاتل قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف انہیں کتب اور تحریرات کو اپنے لئے مشعل راہ بھی سمجھتے ہیں اور ان کے بغیر چارہ بھی نہیں جانتے۔

ماہنامہ خالد اور ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ کے چندہ میں اضافہ

گذشتہ ایک لمبے عرصہ سے ماہنامہ خالد اور ماہنامہ تشحیذ الاذہان کے کاغذ کتابت، بائنڈنگ وغیرہ کے اخراجات میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔ لیکن اپنی سالانہ اور ماہوار قیمت میں کمی کے باعث دونوں رسائل ایک عرصہ سے زیر بار چلے آرہے ہیں۔ ہماری ہر ممکن کوشش تھی کہ دونوں رسائل کی قیمت میں اضافہ نہ کیا جائے لیکن مجبوراً اضافہ کرنا پڑ رہا ہے۔ لہذا یکم نومبر 1991 سے ماہنامہ خالد کی سالانہ قیمت 40 اور ماہوار قیمت 4 روپے اور ماہنامہ تشحیذ الاذہان کی سالانہ قیمت بھی چالیس روپے اور ماہوار 4 روپے مقرر کی گئی ہے۔ خریداران کی خدمت میں درخواست ہے کہ حسب سابق تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ (مینیجر ماہنامہ خالد، تشحیذ الاذہان ربوہ)

سیدہ منیرہ ظہور صاحبہ

ہم نے ایک طرح مصرعہ دے کر مختلف شعراء کی خدمت میں کلام کی درخواست کی تھی۔ کچھ شعراء نے ہماری درخواست کو قبولیت کا شرف بخشا۔ ان میں سے ایک محترمہ سیدہ منیرہ ظہور صاحبہ بھی تھیں۔ لیکن افسوس یہ کہ ان کی غزل غلطی سے شامل اشاعت نہ ہو سکی۔ ہم اس پر معذرت خواہ ہیں اور اب شامل اشاعت کر رہے ہیں۔ (مدیر خالد)

اب نہ وہ ساقی نہ وہ محفل نہ انداز جنوں
"لے کے اب تو وعدہ دیدار عام آیا تو کیا"

ہاتھ میں جنبش نہیں، آنکھوں میں بینائی نہیں
لے کے خط پیغام بر اب میرے نام آیا تو کیا

جن کے دم سے رونق ہستی تھی جب وہ ہی نہیں
اب ملیں خوشیاں تو کیا عیش دوام آیا تو کیا

منزلیں خود بڑھ کے جن کے چوم لیتی ہیں قدم
ان کی راہوں میں کوئی مشکل مقام آیا تو کیا

وہ پرندہ اڑ گیا وہ فصل گل رخصت ہوئی
لے کے اب صیاد تو دانہ و دام آیا تو کیا

ہم اسیران وفا ہیں موسموں سے بے نیاز
فصل گل آئی بہاروں کا پیام آیا تو کیا

کھا گئیں جب آرزو کو زندگی کی تلخیاں
وہ رخ روشن لئے شیریں کلام آیا تو کیا

اب نہ جینے کی تمنا اب نہ مرنے کی تڑپ
اب مسیحا زندگی کا لے کے جام آیا تو کیا

موت کے حیرت کدے میں کھو گئی جب زندگی
اب منیرہ اس ستم گر کا سلام آیا تو کیا

سیدہ منیرہ ظہور صاحبہ

شاعری میں عبدالرشید صاحب تبسم استاد ہیں۔

لاہور کے مختلف جرائد و رسائل میں آپ کا کلام شائع ہوتا رہا۔ 12 سال کی عمر میں شعر کہنا شروع کیا۔

آپ کا پسندیدہ شعر

مجھے ڈر ہے دل زندہ تو نہ مر جائے
کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے

اعلان نکاح

مورخہ 29 جولائی 1991ء کو اسلام آباد لندن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم سید صہیب احمد صاحب ابن محترم سید داؤد مظفر شاہ صاحب و محترمہ صاحبزادی امۃ الحکیم صاحبہ محلہ دارالصدر کے نکاح کا اعلان ہمراہ محترمہ راشدہ ورک صاحبہ بنت محترم محمد اسحق صاحب ورک محلہ دارالرحمت شرقی ربوہ سے مبلغ 15000 روپے حق مہر پر فرمایا۔ مکرم سید صہیب احمد صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے بھانجے ہیں۔ احباب جماعت سے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

آداب دعا یعنی قبولیت دعا کے گر

(مکرم حافظ مظفر احمد صاحب)

قرآن شریف، سنت نبوی اور ارشادات حضرت مسیح موعود...... سے آداب دعا بیان کرنے سے قبولیت دعا کے مضمون کو محدود کرنا مقصود نہیں، نہ یہ مراد ہے کہ صرف ان آداب کا لحاظ رکھنے سے ہی دعائیں قبول ہوں گی بلکہ ان آداب کی حیثیت ان پاکیزہ حیلوں کی سی سمجھ لیں جو اپنے دوست سے بات منوانے کے لئے انسان تلاش کرتا ہے۔ ہر چند کہ وہ مجیب الدعوات خدا اپنی فیض رسانی میں "رحمت باری بہانہ می جوید" کا مصداق ہے اور بخشنے یا قبول کرنے پر آئے تو سو افراد کے قتل کے بعد صدق نیت سے توبہ کرنے والے کی بھی توبہ قبول کرلیتا ہے۔

کنچنی کو ایک فقیر کو پانی پلانے کے عوض بخش دیتا ہے۔ راستہ سے محض ایک موذی شاخ ہٹانے والے کو معاف فرما دیتا ہے۔ اور وہ شخص جس نے عزیزوں کو اپنا جسم موت کے بعد جلوا کر راکھ بکھیر دینے کا حکم دیا تھا اس کو بھی اس لئے بخش دیتا ہے کہ یہ فعل اس نے خدا کی خشیت سے کیا۔ ایک گڈریے کی بظاہر خلاف آداب مگر دلی محبت کی یہ باتیں سنتا ہے کہ اگر خدا مجھے مل جائے تو اسے نہلاؤں دھلاؤں، کنگھی کروں، جوئیں نکالوں۔ اور حضرت موسیٰ کی اس پر ناراضگی دیکھتا ہے تو عتاب اس بے ادب گڈریے پر نہیں اپنے خاص بندے موسیٰ پر فرماتا ہے اور خوش ہونے پر آئے تو اس شتربان کے بے ادبی کے کلمہ پر بھی خوش ہوجاتا ہے جس کی اونٹنی صحراء میں زاد راہ سمیت گم ہونے کے بعد اچانک ملی اور وہ فرط مسرت میں یہ کلمہ بے ادبی کہہ بیٹھا کہ "اے اللہ تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں"۔ اور کبھی اپنے نیک بندوں کی نیکیوں کے واسطے سن کر ان کی بلاؤں کو دور کیا اور والدین کی خدمت کا حق ادا کرنے، دیانت و امانت قائم رکھنے اور ضرورت مند کی بے لوث امداد کرنے کی نیکیوں کی قدر کرتے ہوئے جان پر بنی آفت ٹلا دی۔

یہ سب تو اس رب کریم کی وسیع مغفرت اور غنا کی مثالیں ہیں۔ مگر اس کی صفت مجیب الدعوات کو جوش میں لانے کے لئے بہرحال کچھ آداب چاہییں۔ استجابت دعاء کی کیفیات سے موافقت پیدا

کرنے کے لئے قبولیت دعا کے گر معلوم ہونے چاہییں۔

حضرت مسیح موعود...... فرماتے ہیں "بعض لوگ دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ میرے لئے دعا کرو مگر افسوس ہے کہ وہ دعا کروانے کے آداب سے واقف نہیں ہوتے"۔ (حضرت اقدس کی تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر ایک خط صفحہ 23)

نیز فرمایا "دعا بڑی عجیب چیز ہے مگر افسوس یہ ہے کہ نہ دعا کرانے والے آداب دعا سے واقف ہیں اور نہ اس زمانے میں دعا کرنے والے ان طریقوں سے واقف ہیں جو قبولیت دعا کے ہوتے ہیں..... دعا میں بڑے مراحل اور بڑے بڑے مراتب ہیں جن کی ناواقفیت کی وجہ سے دعا کرنے والے اپنے ہاتھ سے محروم ہوجاتے ہیں۔ (الحکم۔ جلد 7۔ نمبر 9 مورخہ 10 مارچ 1903ء صفحہ 3)

پس قبولیت دعا کے اور اس کے آداب سے واقفیت اور ان پر عمل کر کے تاثیرات دعا کا طلب کرنا زیادہ مفید ہے۔ دعا عبادت کا مغز اور جان ہے اور دعا کی قبولیت کے راز اس عبد کامل سے بڑھ کر کون بتا سکتا ہے جس نے مجیب الدعوات خدا سے قبولیت دعا کے وہ ڈھنگ سیکھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ دعا کے بغیر انسان بالکل ہی بے حیثیت ہے۔ ہر چھوٹی سی چھوٹی حاجت بھی خدا سے ہی مانگنی چاہیئے کیونکہ وہ خود فرماتا ہے ما یعبؤ بکم ربی لولا دعاء کم (الفرقان آیت: 78)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور یہی تھا کہ ذرا پریشانی ہوتی تو دعا کے لئے نماز پڑھنے کھڑے ہوجاتے۔ جوتے کا تسمہ بھی مانگنا ہوتا تو اپنے رب سے استدعا کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہمیں قبولیت دعا کے جو گر سکھائے گئے ان میں یہ گر بھی تھا کہ اُجِیبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ (البقرہ: 187) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں دعا کرنے والے کی دعا کو سنتا ہوں۔ شرط یہ ہے کہ بندے میری باتیں مانیں اور مجھ پر پختہ ایمان لائیں جس کے نتیجہ میں وہ اپنی مراد کو پہنچیں گے۔ پس جس قدر کوئی خدا کی بات مانتا ہے اتنا ہی خدا اس کی مانتا اس کی دعاؤں کو سنتا اور قبول فرماتا ہے۔ قرآن کریم نے ہمیں یہ بھی سکھایا ہے کہ دعا کے ساتھ عاجزی اور خشوع و خضوع کا بڑا گہرا تعلق ہے۔ چنانچہ فرمایا ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین (المومن: 61) کہ تم مجھ سے مانگو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔ یقیناً وہ لوگ جو میری بندگی بجالانے میں تکبر سے کام لیتے ہیں وہ رسوا ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔ قرآن کریم کی اصولی ہدایات کی روشنی میں دعا اور اس کی شرائط کا ذکر ہوچکا مگر امر واقعہ یہ ہے کہ دعا تو دراصل اپنے مولیٰ سے ایک خاص تعلق دوستی ہے جب بھی انسان اس کا اظہار چاہے۔ خدا تعالیٰ بالعموم اپنے فضل اور احسان کا سلوک فرماتا ہے کیونکہ ان آیات میں دو جگہ اذا سالک اور اذا دعاہ میں اذا کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ دعا کے لئے وقت کی کوئی قید نہیں۔

جب چاہے دعا کرے۔ جب بھی انسان دعا کی شرائط پوری کر دے اس میں قبولیت کی تاثیرات ودیعت کی جاتی ہیں مگر اس کے باوجود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قبولیت دعا کے راز اپنے تجربے سے مشاہدہ کرنے والے تھے بعض حالات، مقامات، اوقات، مواقع اور کیفیات ایسی بتائی ہیں جن میں دعائیں بطور خاص قبول ہوتی ہیں۔ ان تمام کیفیات پر غور سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ دراصل حالتیں انسان میں جوش اضطراب اور دعا کی تحریک میں ممد و معاون ہوتی ہیں اس لئے ان حالات کی دعائیں خاص قبولیت کا اثر رکھتی ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر یہ احسان عظیم ہے کہ آپ نے قبولیت دعا کے بعض ایسے خاص اوقات کی ہمارے لئے نشاندہی فرمائی جن میں دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ ان بابرکت اوقات کا تذکرہ یہاں مناسب ہوگا۔

1۔ نماز تہجد کی دعائیں (بالخصوص رات کے آخری حصہ میں)۔ 2۔ اذان کے وقت نیز اذان و اقامت کے درمیان کی دعا۔ 3۔ ختم قرآن کے وقت کی دعا۔ 4۔ نماز جمعہ میں ایک قبولیت دعا کی گھڑی۔ 5۔ روزہ دار کی افطاری کے وقت کی دعا۔ 6۔ رمضان المبارک بالخصوص آخری عشرہ اور لیلۃ القدر کی دعائیں۔ 7۔ مسلمانوں کے اجتماع اور پاکیزہ مجالس ذکر کے وقت کی دعائیں۔ 8۔ بارش کے وقت دعا۔ 9۔ ملائکہ کی آمین سے موافقت اور نماز میں توجہ سے دعا۔ 10۔ حالت سجدہ کی دعائیں۔ 11۔ حالت مظلومیت کی دعائیں۔ 12۔ غائب کی غائب کے حق میں دعائیں۔ 13۔ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا۔ بعض تعلقات ایسے ہیں جن کی وجہ سے دعا میں اضطراب اور جوش پیدا ہوتا ہے۔ 14۔ والدین کی اولاد کے بارے میں اور نیک اولاد کی والدین کے حق میں دعا۔ 15۔ امام عادل کی دعا نیز صالح اور نیک لوگوں کی دعائیں۔ بعض مقامات قبولیت دعا کے لئے خاص تاثیر رکھتے ہیں۔ 16۔ مکہ میں بیت اللہ کو دیکھ کر دعا۔ 17۔ حجر اسود کے پاس دعا۔ 18۔ صفا مروہ پر دعا۔ 19۔ مشعر الحرام اور میدان عرفہ میں دعا۔ 20۔ مسجد نبوی اور بیت المقدس میں دعا۔

قبولیت دعا کے ان جملہ مواقع اوقات و حالات اور تعلقات کے بارہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بیان کرنے مناسب ہوں گے۔

1۔ نماز تہجد کا وقت خاص قبولیت دعا کا وقت ہوتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہمارا رب ہر رات کو جب آخری تہائی رات باقی رہ جائے نچلے آسمان پر اتر آتا ہے اور کہتا ہے کہ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا کو قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اس کو عطا کروں۔ کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے اور میں اسے بخش دوں۔ (بخاری مسلم)

بعض روایات میں آدھی رات گزر جانے کے بعد اور بعض میں ایک تہائی رات گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے نچلے آسمان پر اتر آنے کا ذکر ہے۔

رات کی دعاؤں کی قبولیت کے بارے میں ہی ایک اور روایت حضرت ابو امامہ باہلی کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سی دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ رات کے درمیانی حصہ میں سب سے زیادہ قبولیت دعا کا وقت ہوتا ہے۔ اس کے بعد فرض نمازوں کے معاً بعد کے اوقات بھی خاص قبولیت کے ہیں۔ (ترمذی)

2۔ اذان کے وقت کی دعا کے بارے میں حضرت سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو ایسے اوقات ہیں جن میں دعا ردّ نہیں کی جاتی ایک اذان کے وقت، دوسرے جنگ میں جب دشمن سے سخت مقابلہ جاری ہو۔ ابو داؤد و مستدرک الحاکم)

اسی طرح حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذان اور اقامت کے درمیان کی دعا کبھی ردّ نہیں کی جاتی۔ کسی نے پوچھا اس وقت کون سی دعا کرنی چاہیئے۔ فرمایا "دنیا و آخرت کی بھلائی بھی مانگو"۔ (ترمذی ابو داؤد)

3۔ ختم قرآن کا وقت بھی خاص قبولیت کے اوقات میں سے ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ قرآن کریم ختم کرتا ہے تو اس وقت 60 ہزار فرشتے اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ نیز اس موقع پر قبر کی وحشت سے مانوسیت کی دعا رسول اللہ نے سکھلائی (مسند الفردوس)۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ختم قرآن کا وقت رحمت نزول کا وقت ہوتا ہے (طبرانی)

4۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو جمعہ کی ایک مقبول گھڑی کا پتہ دیا جس میں دعائیں خاص طور پر قبول ہوتی ہیں۔ اس گھڑی کا وقت خطبہ جمعہ سے لے کر جمعہ کے دن کے ختم ہونے تک بیان کیا گیا ہے۔ خاص طور پر خطبہ جمعہ اور نماز کے دوران اس گھڑی کی توقع کی جا سکتی ہے۔ (ابو داؤد، ترمذی) جب کہ بعض روایات میں نماز عصر سے غروب آفتاب تک کے وقت میں بھی اس گھڑی کے وقت کو بیان کیا گیا ہے۔ (ابو داؤد، مؤطا، ترمذی)

5۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے افطاری کے وقت کو بھی خاص قبولیت دعا کا وقت قرار دیا اور فرمایا کہ رمضان المبارک کا مہینہ دعاؤں کا مہینہ ہے اور بالخصوص اس کے آخری عشرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے خاص مجاہدے کے ساتھ دعائیں کرنا ثابت ہے۔ (بخاری)

روزہ دار کے لئے اس کے افطاری کے وقت قبولیت دعا کا ایک خاص موقع ہوتا ہے جس وقت اس کی دعا ردّ نہیں کی جاتی۔

6۔ رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر کی رات خاص طور پر قبولیت دعا کے اوقات میں سے ہے۔ (ابو داؤد، ترمذی)

7۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب بھی نیک لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے بیٹھتے ہیں تو فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور ان پر رحمت و

سکینت کا نزول ہوتا ہے۔ (مسلم)

اور بعض روایات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ملائکہ سے فرماتا ہے کہ میں نے اہل مجلس کو بخش دیا۔ (بخاری مسلم)

8۔ بعض احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ باران رحمت کے وقت قبولیت دعا کا خاص وقت ہوتا ہے۔ (ابو داؤد)

9۔ خاص حالات اور کیفیات میں دعا بطور خاص قبول ہوتی ہے۔ ان میں ایک وہ وقت ہے جب نماز میں توجہ اور خشوع حاصل ہو۔ حدیث میں آتا ہے جب سورۃ فاتحہ کی دعا کے بعد ملائکہ کی آمین سے کسی کی آمین کی موافقت ہوجائے تو اس کے گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ (بخاری)

10۔ حالت سجدہ میں دعاؤں کا خاص موقع ہوتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان اپنے رب سے سب سے زیادہ اس وقت قریب ہوتا ہے جب وہ حالت سجدہ میں ہو۔ پس تم اس وقت بہت کثرت سے دعائیں کیا کرو۔ (مسلم ابو داؤد)

11۔ حالت مظلومیت کی دعا بھی خاص قبولیت کے لائق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن تین دعاؤں کا خاص طور پر قبولیت کا ذکر فرمایا ان میں ایک مظلوم کی دعا ہے جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان قبولیت دعا میں کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا۔

12۔ ایسے شخص کے لئے خاص توجہ اور جوش سے دعا کرنا جو پاس موجود نہ ہو خاص قبولیت کا موقع ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ سرعت کے ساتھ قبول ہونے والی دعا اس شخص کی دعا ہے جو اپنے کسی غیر حاضر بھائی کے لئے دعا کرتا ہے۔ (بخاری)

13۔ دعا کرنے والے کی حالت بھی قبولیت دعا میں ممد و معاون ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے اللہ سے اس کے حضور ہتھیلیاں پھیلا کر دعا مانگا کرو اور جب دعا سے فارغ ہو جاؤ تو ہاتھ منہ پر پھیر لو۔ اسی طرح فرمایا کہ تمہارا رب بہت ہی کریم اور حیا دار ہے۔ جب بندہ اس کے سامنے ہاتھ پھیلا کر دعا کرتا ہے تو اس کو اس بات سے شرم آتی ہے کہ وہ ان ہاتھوں کو خالی واپس لوٹا دے۔ (ترمذی، ابو داؤد)

بعض رشتے اور تعلقات جو قبولیت دعا کے لئے محرک ہوتے ہیں۔ چنانچہ والد کی دعا کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر والد اولاد کے خلاف دعا کرے تو اس کی قبولیت میں کوئی شک نہیں ہوتا۔ (ترمذی)

اسی طرح نیک اولاد کی اپنے والدین کے حق میں دعا بھی خاص طور پر قبول ہوتی ہے۔

15۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام عادل یعنی مسلمانوں کے نیک اور بزرگ آئمہ کی دعا کے متعلق فرمایا کہ وہ ردّ نہیں کی جاتی اسی طرح نیک اور صالح لوگوں کی دعائیں بھی قبولیت کا خاص مرتبہ رکھتی ہیں۔ (مسلم)

16۔ پھر بعض مقامات ایسے ہیں جہاں دعائیں بطور خاص قبول ہوتی ہیں۔ قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کو حصول اولاد کے لئے جب جوش دعا پیدا ہوا تو وہ اپنے محراب (یعنی عبادت کی خاص جگہ میں) دعا کرنے کے لئے کھڑے ہوئے اور اسی جگہ ان کو دعا قبول ہوجانے کی خوشخبری بھی عطا کی گئی۔ (آل عمران)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بیت اللہ کے ماحول میں مقام ابراہیم پر خاص طور پر عبادات اور دعائیں کرنے کی ہدایت فرمائی۔ پس اس جگہ کی دعائیں یقیناً خاص قبولیت کا اثر رکھتی ہیں۔

اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بیت اللہ پر پہلی نظر پڑے تو جو دعا کی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔ (طبرانی)

حضرت خلیفہ المسیح اول نے یہ جامع دعا کی تھی کہ مجھے مستجاب الدعوات بنادے۔

17۔ بیت اللہ میں حجر اسود کے پاس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت رورو کر دعائیں کیں۔

18۔ صفا مروہ اور مشعر الحرام کے پاس بھی آپ نے دعائیں کیں۔

19۔ میدان عرفہ کی دعا کے بارہ میں حدیث میں مذکور ہے کہ عرفہ کی دعا بہترین دعا ہے (ترمذی)۔ اسی طرح مشعر الحرام میں دعا کی قبولیت کا ذکر ملتا ہے۔

20۔ بیت اللہ کے علاوہ دیگر مقامات مقدسہ میں سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور خاص مدینہ کی مسجد نبوی اور بیت المقدس کی طرف خاص اہتمام سے سفر کرنے کی اجازت فرمائی۔ (بخاری)

جس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں بھی انسان قبولیت دعا کے خاص مواقع حاصل کرسکتا ہے۔

ضروری تصحیح

1۔ اکتوبر کے رسالہ خالد میں صفحہ 94 پر ایک نظم چھپی ہے اس کا ایک مصرعہ سہو کتابت کی وجہ سے صحیح نہیں چھپا۔ صحیح یوں ہے۔

معترض! یہ فیض ہے فیضان ختم المرسلیں
اک غلام ان کا اگر بن کر امام آیا تو کیا

2۔ اسی طرح صفحہ 101 پر ذکر ہے کہ حضرت خلیفہ المسیح الثانی.... نے محترم صوفی بشارت الرحمن صاحب اور محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب دونوں کو ICS کا امتحان دینے کا ارشاد فرمایا۔

جب کہ یہ درست نہیں۔ حضور نے صرف صوفی صاحب کو ارشاد فرمایا تھا۔

ادارہ اس سہو پر معذرت خواہ ہے۔

آل پاکستان سپورٹس ریلی

الحمد للہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی دوسری سالانہ سپورٹس ریلی حصہ دوم مورخہ 27-28-29 بروز جمعہ- ہفتہ- اتوار منعقد ہوئی- ریلی کا افتتاح مورخہ 27 ستمبر نو بجے صبح مکرم و محترم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے ایوان محمود میں کیا- اس ریلی میں بیڈ منٹن، ٹیبل ٹینس اور سوئمنگ کے مقابلے ہوئے-

ہر علاقے سے بیڈ منٹن، ٹیبل ٹینس کے چھ، کھلاڑی اور سوئمنگ کے آٹھ کھلاڑی لانے کی اجازت تھی-

سوئمنگ کے مقابلے مورخہ 28 ستمبر کو ختم ہوئے مکرم و محترم مولانا نسیم سیفی صاحب مدیر الفضل نے انعامات تقسیم کئے- سوئمنگ میں 7 انفرادی مقابلے (1) 50 میٹر فری سٹائل (2) 100 میٹر فری سٹائل (3) 200 میٹر فری سٹائل (4) 400 میٹر فری سٹائل (5) 100 میٹر بریسٹ سٹروک (6) 100 میٹر بٹر فلائی (7) 100 میٹر بیک سٹروک اور ایک ٹیم EVENT (4/100 فری سٹائل ریلے) ہوا- سوئمنگ میں کل 53 کھلاڑیوں نے حصہ لیا-

نتائج

50 میٹر فری سٹائل

اوّل: مکرم فرید احمد صاحب راولپنڈی

دوم: مکرم جمال احمد صاحب ملک ربوہ

سوم: مکرم شمیم احمد صاحب بدین (سندھ)

100 میٹر فری سٹائل

اوّل: مکرم ظہیر احمد صاحب ربوہ

دوم: مکرم سعادت احمد صاحب ربوہ

سوم: مکرم شمیم احمد صاحب بدین (سندھ)

200 میٹر فری سٹائل

اوّل: مکرم ظہیر احمد صاحب ربوہ

دوم: مکرم زاہد ظفر صاحب ربوہ

سوم: مکرم سعادت احمد صاحب ربوہ

400 میٹر فری سٹائل

اوّل: مکرم نعیم ہدایت خان صاحب ربوہ

دوم: مکرم زاہد ظفر صاحب ربوہ

سوم: مکرم سعادت احمد صاحب ربوہ

100 میٹر بریسٹ سٹروک

اوّل: مکرم مرزا وقار احمد صاحب سرگودھا

دوم: مکرم لطیف قیصر صاحب ربوہ

سوم: مکرم نوید احمد صاحب لاہور

100 میٹر بٹر فلائی

اول: مکرم نعیم ہدایت خان صاحب ربوہ

دوم: مکرم ظہیر احمد صاحب ربوہ

سوم: مکرم مرزا وقار احمد صاحب سرگودھا

100 میٹر بیک سٹروک

اول: مکرم نعیم ہدایت خان صاحب ربوہ

دوم: مکرم ظہیر احمد صاحب ربوہ

سوم: مکرم مرزا وقار احمد صاحب سرگودھا

4/100 فری سٹائل ریلے ریس

اول ٹیم: ربوہ

ممبران: مکرم راشد سہیل صاحب۔ مکرم سعادت احمد صاحب۔ مکرم ظہیر احمد صاحب۔ مکرم نعیم ہدایت صاحب

حوصلہ افزائی کا انعام: سرگودھا

ممبران: مکرم ناصر احمد صاحب۔ مکرم مرزا نوید احمد صاحب۔ مکرم عبد اللہ صاحب۔ مکرم مرزا وقار احمد صاحب

بہترین تیراک: مکرم ظہیر احمد صاحب ربوہ

بہترین ٹیم: ربوہ

ٹیبل ٹینس

ٹیبل ٹینس اور بیڈ منٹن میں سنگلز اور ڈبلز کے مقابلے ہوئے۔ بیڈ منٹن میں 49 کھلاڑیوں اور ڈبلز میں 24 PAIRS نے حصہ لیا اس طرح بیڈ منٹن کے 142 اور ڈبل کے 68 میچ کروائے گئے۔ ٹیبل ٹینس میں سنگلز کے 49 کھلاڑی اور ڈبلز میں 23 PAIRS شامل ہوئے اور اسطرح ٹیبل ٹینس کے 142 میچ اور ڈبل کے 53 میچ کھیلے گئے۔

ٹیبل ٹینس کے فائنل مقابلے 29 ستمبر چار بجے سہ پہر منعقد ہوئے جس میں مہمان خصوصی مکرم ومحترم شاہد سعدی صاحب سیکرٹری مجلس صحت تھے۔ تمام کھلاڑیوں نے نہایت درجہ نظم و ضبط کا مظاہرہ کیا جس کی وجہ سے الحمد للہ نہایت خوشگوار ماحول میں تمام مقابلہ جات ہوئے شائقین بھی بڑی تعداد میں تشریف لاکر کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کرتے رہے۔

نتائج

سنگل:

اول: مکرم کامران آصف صاحب کراچی

دوم: مکرم ندیم باجوہ صاحب ربوہ

سوم: خواجہ امتیاز احمد صاحب لاہور

ڈبلز:

اول: مکرم کامران آصف صاحب، مکرم عمران آصف صاحب کراچی

دوم: مکرم مجد الدین صاحب مجد، مکرم عطاء الکلیم صاحب ربوہ

خصوصی انعامات:

1۔ مکرم عبد اللہ صاحب سندھ 2۔ مکرم مصدق صاحب لاہور

3۔ مکرم اویس صاحب سندھ 4۔ مکرم عتیق الرحمن صاحب ربوہ

5۔ مکرم ہارون سلطان صاحب ملتان 6۔ مکرم

6۔ مکرم عتیق احمد صاحب ربوہ

7۔ مکرم امتیاز احمد راولپنڈی

بہترین ٹیم اور ٹرافی کی حقدار

کراچی:

نگران علاقہ: مکرم راجہ سعید احمد صاحب

ٹیم کیپٹن: مکرم کامران آصف صاحب

بیڈمنٹن

بیڈمنٹن کے فائنل مقابلے رات نو بجے منعقد ہوئے جس کے مہمان خصوصی مکرم و محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد تھے۔ مقابلہ کے بعد مولانا سلطان محمود صاحب انور نے ٹیبل ٹینس اور بیڈمنٹن میں جیتنے والے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم کیے آخر پر محترم ناظر صاحب اصلاح و ارشاد نے چند مفید نصائح فرمائیں اور اس کے بعد دعا کے ساتھ یہ ریلی بخیر و خوبی اپنے اختتام کو پہنچی۔

نتائج

سنگلز:

اوّل: مکرم ارشد صاحب کراچی

دوم: مکرم مظفر احمد صاحب طاہر ربوہ

سوم: مکرم ہمایوں شیخ صاحب ربوہ

ڈبلز:

اوّل: مکرم عامر صاحب ، مکرم ارشد صاحب کراچی

دوم: مکرم قاضی رفیق صاحب ، مکرم تنویر صاحب گوجرانوالہ

سوم: مکرم مبشر محمود صاحب، مکرم محمد محمود صاحب ربوہ

خصوصی انعامات:

1۔ مکرم انیس احمد صاحب ملتان

2۔ مکرم محمود الیاس صاحب لاہور

3۔ مکرم مبارک احمد صاحب ربوہ

4۔ مکرم مظفر احمد صاحب کراچی

5۔ مکرم طیب عرفان صاحب ملتان

6۔ مکرم منیر احمد صاحب گوجرانوالہ

بہترین ٹیم اور ٹرافی کی حقدار

کراچی:

نگران علاقہ: مکرم راجہ سعید احمد صاحب

ٹیم کیپٹن: مکرم ارشد احمد صاحب

بقیہ از صفحہ 2

کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے"۔ (پیغام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بموقعہ سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ پاکستان 1991ء)

پس اپنے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس پیغام اور آپ کے خطبات کی روشنی میں دعاؤں کے ساتھ، دلجمعی کے ساتھ اور ثابت قدمی کے ساتھ اپنی کوششوں کا آغاز شروع سال ہی سے کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ

خدائے بزرگ و برتر جو کہ رحمان اور رحیم خدا ہے وہ ہماری کوششوں کو ضائع نہیں کرے گا۔ کان اللہ معکم

کھیل کے میدان سے

مکرم طارق محمود صاحب ناصر. ربوہ

ویوین رچرڈ

انسان دنیا میں ہر چیز کا مقابلہ کر سکتا ہے مگر وقت ایک ایسی ظالم چیز ہے جسکا مقابلہ آج تک کوئی نہیں کر سکا۔ یہی حال ویوین رچرڈ کے ساتھ ہے۔ وقت کی ظالم لہریں اسے کہیں سے کہیں بہا کر لے گئی ہیں اور اب وہ بھی کرکٹ کو خیر باد کہہ کر اپنے ہزاروں مداحوں کو مایوس خبر سنا چکے ہیں۔

ویوین رچرڈ کا نام ذہن میں آتے ہی ایک ایسے کھلاڑی کا نام ذہن میں آتا ہے جو کرکٹ کا چمکتا ہوا ستارہ بن کر افق پر نمودار ہوا۔ اسکا پہلا قدم بھی جارحانہ تھا اور آخری بھی۔ وہ کل بھی کرکٹ کا شہنشاہ تھا اور آج بھی۔ ہر ملک میں ہزاروں مداح اس بات پر گواہ ہیں کہ وہ ایک کھلاڑی ہی نہیں بلکہ ایک اچھا انسان بھی ہے۔

رچرڈز کا تعلق ویسٹ انڈیز کے جزیرے اینٹیگا سے ہے۔ بچپن سے ہی انہیں کرکٹ سے بے حد لگاؤ تھا۔ وہ اپنے بھائی کے ساتھ مل کر کرکٹ کھیلتے تھے۔ بہت جلدی ہی وہ اپنے جزیرے کے مقبول ترین کھلاڑی بن گئے۔ اب اس جزیرے کا کوئی بھی میچ رچرڈز کے بغیر نہ ہوتا۔ رچرڈز نے غربت کی وجہ سے ایک ہوٹل میں نوکری بھی کی لیکن بہت جلد قسمت کی دیوی ان پر مہربان ہوئی اور وہ برطانیہ میں کاؤنٹی کرکٹ کے ایک کلب سمرسٹ کے ممبر بن گئے۔ تجربہ کے ساتھ ساتھ ان کے کھیل میں بھی نکھار آتا گیا۔

رچرڈز نے اپنا پہلا ٹیسٹ 75-1974 میں بھارت کے خلاف کھیلا مگر وہ دونوں انگز میں ڈبل فگر میں داخل ہوئے بغیر آؤٹ ہوگئے۔ لیکن دہلی ٹیسٹ میں 192 رنز بنائے اور پھر پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔ 1710 رنز بنا کر 1976 کا پورا سال اپنے نام کر لیا۔ برطانیہ کے خلاف رچرڈز کی کارکردگی ہمیشہ اچھی رہی ہے۔ انگلستان کے خلاف ایک سیریز میں 118.42 کی اوسط سے 829 رنز سکور کئے۔ ان میں ٹرینٹ برج میں 232 اور اوول ٹیسٹ میں 291 رنز کی شاندار انگز کھیلیں۔ انگلستان ہی کے خلاف 86-1985 میں صرف 56 گیندوں پر سنچری بنا کر کرکٹ میں ایک نئی تاریخ رقم کی۔ یہ ٹیسٹ کرکٹ میں تیز ترین سنچری بھی ہے۔

ویوین رچرڈز کا تقریباً 16 برسوں پر مشتمل کیرئیر بے شمار کارناموں سے بھرا پڑا ہے۔ انہوں نے ٹیسٹ میچوں میں 8 ہزار سے زائد رنز بھی بنائے۔ دلچسپ بات یہ کہ رچرڈز بحثیت کپتان کوئی سیریز نہیں ہارے۔ انھوں نے ہر ملک کے سنچری بنانے کا بھی ریکارڈ قائم کیا۔

ٹیسٹ کرکٹ کے علاوہ ون ڈے میں بھی رچرڈز سر فہرست رہے۔ انہوں نے ایک روزہ میچوں میں اب تک 11 سنچریوں کی مدد سے ایک ہزار رنز سکور کئے۔ رچرڈز کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ ون ڈے کرکٹ کی سب سے بڑی اننگز رچرڈز کے نام ہے۔ انگلستان کے خلاف اولڈ ٹریفورڈ میں انہوں نے 189 رنز بنائے۔ وہ واحد آل راؤنڈر ہیں جنہوں نے کسی ایک روزہ بین الاقوامی میچ میں سنچری بنائی اور 5 وکٹیں حاصل کیں۔ یہ کارنامہ رچرڈز نے کیوی ٹیم کے خلاف سرانجام دیا۔

رچرڈز نے فرسٹ کلاس کرکٹ میں سنچریوں کی سنچری سکور کی انہوں نے مجموعی طور پر 32 ہزار سے زائد رنز بنائے ان کا بہترین انفرادی سکور 322 ہے۔ حیران کن بات یہ کہ رچرڈز نے یہ سکور ایک دن میں بناڈالا۔

رچرڈز کی سب سے بڑی خوبی تھی کہ وہ میچ ہار جانے کے بعد ایمپائر پر الزام نہیں لگاتے تھے بلکہ دوسری ٹیم کے اچھے کھیل کی تعریف کرتے تھے۔ اسی وجہ سے اپنے اور پرائے سب ان کی عزت کرتے تھے۔ وہ گراؤنڈ میں ہوں یا باہر ہر وقت مسکراتے ہوئے نظر آئیں گے۔ رچرڈز نے اپنے ایک بیان میں جن باؤلروں کی تعریف کی ان میں عمران خان کے علاوہ ہیڈلی، مارشل اور للی کے نام بھی شامل تھے۔ لیکن عمران کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ وہ ایک عظیم باؤلر ہے کیونکہ وہ پاکستان کی ست اور بیٹنگ وکٹ پر بھی طوفانی باؤلنگ کرتا ہے۔

رچرڈز کے بارے میں ابھی تک مختلف خبریں گردش کر رہی ہیں کہ وہ کرکٹ کی دنیا کو خیر باد کہہ چکے ہیں لیکن ساتھ ہی یہ سننے میں آرہا کہ رچرڈز نے ورلڈ کپ کھیلنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ اب یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ ان میں سے کون سی بات سچی ہے۔ بہر حال ایک بات ضرور سچی ہے کہ وہ کل بھی کرکٹ کا بے تاج بادشاہ تھا اور آج بھی ہے۔

صحرا میں بہار

ایک طویل عرصہ سے کرکٹ کی دنیا میں خاموشی چھائی رہی اور خزاں کے بعد بہار کا آنا یہ ایک فطری عمل ہے۔ شارجہ میں ولز کپ انٹرنیشنل ٹورنامنٹ میں پاکستان نے فتح حاصل کی اور شارجہ میں رہنے والوں کے دل بھی جیت لئے۔ فائنل میں اپنے روائتی حریف بھارت کو 72 رنز سے ہرا کر اپنی برتری ثابت کر دی۔

اس ٹورنامنٹ میں بہت سے ریکارڈ بنے۔ ان میں پاکستان کے عاقب جاوید کی ہیٹ ٹرک شامل ہے۔ انہوں نے شاستری، کپتان اظہر الدین

اور ٹنڈولکر کو ایل بی ڈبلیو کر کے ایک منفرد ریکارڈ قائم کیا۔ اس کے علاوہ بھارتی کپتان محمد اظہر الدین نے بھی کنگ پیئر حاصل کیا۔ پاکستان کے خلاف پول کے آخری میچ میں اکرم رضا کی پہلی گیند اور پھر فائنل میں عاقب جاوید کی پہلی گیند پر صفر پر آؤٹ ہوئے۔ پاکستان کے عاقب جاوید نے ون ڈے کرکٹ میں 37 رنز کے عوض 7 کھلاڑیوں کو آؤٹ کر کے نیا عالمی ریکارڈ قائم کیا۔ پاکستان کے وقار یونس نے شارجہ میں سب سے زیادہ تیز گیند کئے۔ پاکستانی کپتان عمران خان نے سب سے لمبا چھکا مارا اور بھارتی گیند باز منوج پربھاکر نے ایک اوور میں سب سے زیادہ سکور کیا۔ سب سے زیادہ چھکے لگانے پر عمران خان کو ایک کار بطور انعام دی گئی جو انہوں نے کینسر ہسپتال کو بطور عطیہ دے دی۔

کرکٹ پروگرام

ویسٹ انڈیز کا دورہ پاکستان

20 نومبر پہلا ون ڈے بمقام کراچی۔ 22 نومبر دوسرا ون ڈے لاہور اور تیسرا ون ڈے 24 فیصل آباد

برطانیہ بمقابلہ نیوزی لینڈ

11 جنوری 1992ء پہلا ون ڈے، 18 تا 22 جنوری پہلا ٹیسٹ بمقام کرائسٹ چرچ، 30 جنوری تا 3 فروری دوسرا ٹیسٹ آکلینڈ، 2 تا 10 فروری تیسرا ٹیسٹ ولنگٹن، 12 فروری دوسرا ون ڈے ڈینیڈ اور 15 فروری تیسرا ون ڈے کرائسٹ چرچ۔ ان کے علاوہ پانچ ایک روزہ میچز بھی ہونگے۔

سری لنکا کا دورہ پاکستان

13 تا 17 دسمبر پہلا ٹیسٹ فیصل آباد، 20 تا 24 دسمبر دوسرا ٹیسٹ گوجرانوالہ، 27 تا 31 دسمبر تیسرا ٹیسٹ سیالکوٹ، 3 تا 7 جنوری 1992 چوتھا ٹیسٹ حیدر آباد، 10 جنوری پہلا ون ڈے کراچی، 12 جنوری دوسرا ون ڈے لاہور اور 14 جنوری تیسرا ون ڈے راولپنڈی

بقیہ از صفحہ 40

تعمیر کی گئی۔ نیز بازار میں راستوں کو درست کیا گیا۔ علاوہ ازیں دوران ماہ ورزشی مقابلہ جات بھی کروائے گئے۔

109 رب مسعود آباد فیصل آباد: 25 اور 26 جون کو 3 فٹ چوڑی اور تین سو فٹ لمبی کچی سڑک وقار عمل کے ذریعہ بنائی۔ اس میں 15 خدام 14 اطفال اور 2 انصار شامل ہوئے۔ وقار عمل 7 گھنٹے تک ہوا۔

ضلع میر پور آزاد کشمیر: 29-30 اگست کو دو روزہ نواں سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ اجتماع کا افتتاح محترم معتمد صاحب پاکستان نے فرمایا۔ اجتماع میں خدام اور اطفال کے ورزشی و علمی مقابلہ جات کروائے گئے۔ دوران اجتماع سیر وغیرہ کا پروگرام بھی تھا۔ اجتماع میں 79 خدام، 67 اطفال اور 25 انصار، دو مرکزی نمائندگان اور 2 علاقائی نمائندگان نے شرکت فرمائی۔ ضلع کی پانچوں مجالس نے اجتماع میں شمولیت کی۔ اختتامی اجلاس میں محترم صدر صاحب نے انعامات تقسیم فرمائے اور اختتامی خطاب فرمایا۔

اخبار مجالس

(مرتبہ ضمیر احمد خاں)

بڈیارہ ضلع لاہور: 2 اگست 1991ء کو ایک روزہ اجتماع خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ منعقد ہوا۔ اجتماع میں قائد صاحب ضلع لاہور نے شمولیت فرمائی۔ قائد صاحب اور دوسرے بزرگان کے خطاب اور مجلس سوال و جواب کے علاوہ خدام اور اطفال کے علمی مقابلہ جات بھی کروائے گئے۔ اجتماع میں 150 احمدی احباب نے شرکت کی جب کہ دس غیر از جماعت احباب اور 2 خواتین نے شمولیت کی۔ لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے ہونے والی گرمی کی شدت کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے آسمان پر ہلکے بادل اور ہوا چلا کر کرم فرما دیا۔ الحمدللہ

شاہدرہ ٹاؤن ضلع لاہور: 23 اگست کو جلسہ سیرت النبیؐ منعقد ہوا اس میں 17 خدام نے شرکت کی۔ 30 اگست کو محفل سوال و جواب ہوئی۔ 10 احمدی اور 5 غیر از جماعت احباب شامل ہوئے۔

گلبرگ ضلع لاہور: 30 اگست 1991ء بروز جمعہ صبح 9 بجے سے شام 4 بجے تک لاہور سے 20 کلومیٹر دور ایک گاؤں میں ایک فری میڈیکل کیمپ لگایا گیا۔ جس میں چار ڈاکٹروں نے خدمت خلق کے طور پر 262 مریضوں کا معائنہ کیا۔ مریضوں میں تقریباً 5000/روپے کی دوائیاں مفت تقسیم کی گئیں۔

ڈرگ کالونی کراچی: نے 22۔23 اگست کو سالانہ تربیتی اجتماع منعقد کیا۔ اجتماع کی صدارت محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی نے فرمائی۔ ورزشی و علمی مقابلہ جات کے علاوہ محترم امیر صاحب اور محترم قائد صاحب نے اپنے خطبات سے نوازا۔ اجتماع میں خدام کی حاضری 79 فی صد رہی اور اطفال کی 100 فی صد رہی۔

ضلع اسلام آباد: 29۔30 اگست کو سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ مرکز کی طرف سے محترم صدر صاحب اور مہتمم صاحب تربیت نے شرکت فرمائی۔ افتتاحی خطاب میں محترم صدر صاحب نے خدام کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ افتتاحی اجلاس میں

352 احباب نے شرکت فرمائی- رات کو مجلس سوال و جواب کا پروگرام تھا جس سے 310 احباب نے استفادہ کیا- علاوہ ازیں خدام و اطفال کے علمی و ورزشی مقابلہ جات بھی کروائے گئے- افتتاحی خطاب میں محترم مربی صاحب، محترم مبشر احمد صاحب کاہلوں مرکزی نمائندہ اور محترم نائب امیر جماعت اسلام آباد نے خطاب فرمایا اور تقسیم انعامات اور دعا کے ساتھ اجتماع اختتام کو پہنچا-

اسلام آباد شمالی: ماہ اگست میں ایک وقار عمل ہوا جس میں دس خدام نے شرکت کی- ایک بوتل خون بطور عطیہ دیا گیا- 20 مریضوں کو مفت ادویات فراہم کی گئیں- 75 مریضوں کا مفت معائنہ کیا گیا-

ضلع بہاولنگر: 5-6 ستمبر کو سالانہ ضلعی اجتماع منعقد ہوا جس میں صدر محترم، مہتمم تربیت اور مہتمم تعلیم نے بھی شرکت فرمائی- علمی و ورزشی مقابلہ جات کے علاوہ مجلس سوال و جواب بھی منعقد ہوئی- ضلع کی 38 میں سے 36 مجالس کے 111 انصار، 164 خدام اور 132 اطفال شامل ہوئے- 134 مقامی مستورات و ناصرات نے شرکت کی- 24 خدام نے سائیکلوں پر سفر کر کے اجتماع میں شمولیت کی- 72 غیر از جماعت احباب بھی شامل ہوئے-

جہلم شہر: ماہ جون میں تربیتی کلاس کا انعقاد کیا گیا جس میں 25 خدام نے شرکت کی- نماز مغرب کے بعد خدام نے مرکزی امتحان کے پرچہ جات حل کئے- دوران ماہ ایک ضرورت مند کو ایک بوتل خون کی دی گئی- ایک مثالی وقار عمل کیا- اس میں 31 خدام نے شرکت کی- ساڑھے چار گھنٹے کے وقار عمل میں کچہری روڈ اور دیگر سڑکوں پر بھرتی ڈال کر راستوں کو درست کیا گیا-

خانیوال: 23 تا 30 اگست ہفتہ وصولی منایا گیا- 16 مجالس کے دو مرتبہ دورے کئے گئے- 15 اجلاس ضلعی عاملہ و ناظمین اجتماع کے ہوئے-

کبیر والا: 6 تا 13 ستمبر ہفتہ تربیت منایا گیا-

ضلع گجرات: 19-20 ستمبر کو شادیوال میں ضلعی اجتماع منعقد ہوئے- اجتماع کا افتتاح محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور نے فرمایا- دوران اجتماع خدام و اطفال کے علمی و ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے- علاوہ ازیں مجلس سوال و جواب کا انعقاد کیا گیا جس میں محترم مولانا مبشر احمد صاحب کاہلوں مہتمم تربیت نے سوالات کے جوابات دیئے- افتتاحی اجلاس محترم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں آپ نے انعامات کی تقسیم کے بعد "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ پر کئے جانے والے مظالم" کے موضوع پر خطاب فرمایا-

بستی رنداں ڈیرہ غازیخان: ضلعی اجتماع میں شرکت کے لئے خدام نے بائیس میل کا سفر سائیکلوں پر کیا اور اجتماع کے اختتام پر سائیکلوں پر واپسی ہوئی-

چک نمبر 275 رب کرتارپور فیصل آباد: ماہ جولائی میں خدام کے 10 اجتماعی وقار عمل ہوئے جن میں ہر وقار عمل میں اوسطاً 16 خدام، 24 اطفال اور 5 انصار نے شرکت کی- وقار عمل کے دو[illegible] کی

بقیہ صفحہ 38 پر

ممبران مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ پاکستان 1992ء۔ 1991ء

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے برائے سال 92۔ 1991ء مندرجہ ذیل خدام کو مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ پاکستان کا ممبر مقرر کیا گیا ہے۔

حافظ مظفر احمد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

عہدہ	نام
1۔ نائب صدر	مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب
2۔ معتمد	مکرم راجہ منیر احمد خان صاحب
3۔ مہتمم خدمت خلق	مکرم ڈاکٹر محمد احمد صاحب اشرف
4۔ مہتمم تعلیم	مکرم ڈاکٹر سلطان احمد صاحب مبشر
5۔ مہتمم تربیت	مکرم مبشر احمد صاحب کاہلوں
6۔ مہتمم اشاعت	مکرم مرزا عبدالصمد احمد صاحب
7۔ مہتمم امور طلباء	مکرم سید قاسم احمد صاحب
8۔ مہتمم عمومی	مکرم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب خالد
9۔ مہتمم تحریک جدید	مکرم ڈاکٹر سید حمید اللہ نصرت پاشا صاحب
10۔ مہتمم صحت جسمانی	مکرم محمد طارق اسلام صاحب
11۔ مہتمم وقار عمل	مکرم سید طاہر احمد صاحب
12۔ مہتمم مال	مکرم مرزا غلام قادر صاحب
13۔ مہتمم صنعت و تجارت	مکرم سید محمود احمد صاحب
14۔ مہتمم اصلاح و ارشاد	مکرم عبدالسمیع خان صاحب
15۔ مہتمم اطفال	مکرم ظفر اللہ خان صاحب طاہر
16۔ مہتمم مقامی	مکرم عطاء الرحمن صاحب محمود
17۔ مہتمم تجنید	مکرم لئیق احمد صاحب عابد
18۔ محاسب	مکرم خالد محمود الحسن صاحب بھٹی

Monthly **KHALID** Rabwah

REGD. NO. L. 5830 NOV. 1991

Editor. SAYYED MUBASHIR AHMAD AYAZ